REGD NO P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

۲۸ اخاء ۱۳۴۴ ہش | ۲ رجب ۱۳۸۵ھ | ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ اکتوبر- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق وسط اکتوبر تک کی اطلاع یہ ہے کہ

حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ عاجلہ و درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے اور حضور کو کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

• — نیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد و بزرگان سلسلہ اور جماعت کے افراد بھی خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان ۲۶ اکتوبر- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

اخلاق نیکیوں کی کلید ہے — اور — ترک اخلاق ہی بدی و گناہ ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ

ایک نیکی دوسری نیکی پیدا کرتی ہے

غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے جیسے ایک چیز دوسری کو جذب کرتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔ پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا۔ اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دے دیگا تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کرے گا اور اس کو کچھ دے بھی دے گا۔

اخلاق نیکیوں کی کلید ہے

اخلاق دوسری نیکیوں کی کلید ہے جو لوگ اخلاق کی اصلاح نہیں کرتے وہ رفتہ رفتہ بے خیر ہو جاتے ہیں۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دنیا میں ہر ایک چیز کام آتی ہے۔ زہر اور نجاست بھی کام آتی ہے۔ استر کنیا بھی کام آتا ہے۔ اعدو سا پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔ مگر انسان جو اخلاق فاضلہ کو حاصل کرکے نفع رسان ہستی نہیں بنتا۔ ایسا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بھی کام نہیں آسکتا۔ مردار حیوان سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی تو کھال اور ہڈیاں بھی کام آجاتی ہیں اُس کی تو کھال بھی کام نہیں آتی۔ اور یہی وہ مقام ہوتا ہے جہاں انسان بَلْ هُمْ اَضَلُّ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ اخلاق کی درستی بہت ضروری چیز ہے کیونکہ نیکیوں کی ماں اخلاق ہی ہے۔

خَلق اور خُلق

خیر کا پہلا درجہ جہاں سے انسان قوت پاتا ہے اخلاق ہے۔ دو لفظ ہیں۔ ایک خَلق اور دوسرا خُلق۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ اور خُلق باطنی پیدائش کا۔ جیسے ظاہر میں کوئی خوبصورت ہوتا ہے اور کوئی بہت ہی بدصورت۔ اسی طرح پر کوئی اندرونی پیدائش میں نہایت حسین اور دلربا ہوتا ہے اور کوئی اندر سے مجذوم اور مبروص کی طرح مکروہ۔ لیکن ظاہری صورت چونکہ نظر آتی ہے اس لئے ہر شخص دیکھتے ہی پہچان لیتا ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اور نہیں چاہتا کہ بدصورت اور بدوضع ہو۔ مگر چونکہ اس کو دیکھتا ہے اس لئے اُس کو پسند کرتا ہے اور خُلق کو چونکہ دیکھا نہیں اس لئے اُس کی خوبی سے ناآشنا ہو کر اُس کو نہیں چاہتا ایک اندھے کے لئے خوبصورتی اور بدصورتی دونوں ایک ہی ہیں۔ اسی طرح پر وہ انسان جس کی نظر اندرونہ تک نہیں پہنچتی اُس اندھے کی ہی مانند ہے۔

خَلق تو ایک بدیہی بات ہے مگر خُلق ایک نظری مسئلہ ہے اگر اخلاقی بدیاں اور اُن کی لعنت معلوم ہو تو حقیقت کھلے۔

غرض اخلاقی خوبصورتی ایک ایسی خوبصورتی ہے جس کو حقیقی خوبصورتی کہنا چاہیئے۔ بہت تھوڑے ہیں جو اس کو پہچانتے ہیں۔ اخلاق نیکیوں کی کلید ہے۔ جیسے باغ کے دروازے پر قفل ہو۔ دور سے پھل پھول نظر آتے ہیں مگر اندر نہیں جا سکتے۔ لیکن اگر قفل کھول دیا جائے تو اندر جا کر پوری حقیقت معلوم ہوتی ہے اور دل و دماغ میں ایک سرور اور تازگی آتی ہے۔ اخلاق کا حاصل کرنا گویا اس قفل کو کھول کر اندر داخل ہونا ہے۔

ترک اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے

کسی کو اخلاق کی کوئی قوت نہیں دی گئی مگر اُس کو بہت سی نیکیوں کی توفیق ملی۔ ترکِ اخلاق ہی بدی اور گناہ ہے۔ ایک شخص جو مثلاً زنا کرتا ہے اُس کو خبر نہیں کہ اُس عورت کے خاوند کو کس قدر صدمہ عظیم پہنچتا ہے۔ اب اگر یہ اُس تکلیف اور صدمہ کو محسوس کر سکتا اور اُس کو اخلاقی حصہ حاصل ہوتا تو ایسے فعل شنیع کا مرتکب نہ ہوتا۔ اگر ایسے نابکار انسان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ اس فعل بد کے ارتکاب سے نوع انسان کے لئے کیسے کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں تو ہٹ جاتا۔ ایک شخص جو چوری کرتا ہے کمبخت ظالم اتنا بھی تو نہیں کرتا کہ رات کے کھانے کیواسطے ہی چھوڑ جائے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک غریب کی کئی سال کی محنت کو ملیا میٹ کر دیتا ہے اور جو کچھ گھر میں پاتا ہے سب کا سب لے جاتا ہے ایسی قبیح بدی کی اصل جڑ یہی ہے کہ اخلاقی قوت کا فقدان ہوتا۔ اگر رحم ہوتا اور وہ یہ سمجھ سکتا کہ بچے بھوک سے بلبلائیں گے۔ جن کا یہ خوف ہے دشمن کا بھی کلیجہ لرزتا ہے اور یہ معلوم کرکے کہ رات سے بھوکے ہیں اور کھانے کو ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں ملا تو پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ اب اگر ان حالتوں کو محسوس کرتا۔ اور اخلاقی حالت سے اندھا نہ ہوتا۔ تو کیوں چوری کرتا۔ آئے دن اخبارات میں دردناک موتوں کی خبریں پڑھنے میں آتی ہیں۔ کہ فلاں بچہ زیور کے لالچ سے مارا گیا۔ فلاں جگہ کسی عورت کو قتل کر ڈالا۔ میں خود ایک مرتبہ اسیسر ہو کر گیا تھا ایک شخص نے بارہ آنے یا تیرہ آنے پر ایک بچہ کا خون کیا تھا۔ اب سوچ کر دیکھو کہ اگر اخلاقی حالت درست ہو تو ایسی مصیبتیں کیوں آئیں وہ شخص ہے کہ جیسے انسان پر مصیبت آئے اور یہ محسوس نہ کرے۔ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ چارپایوں کی طرح کھاتے ہیں۔

چارپائے کے بدخصائل

اوّل چارپایہ کیفیت اور کمیت میں فرق نہیں کر سکتا اور جو کچھ آگے آتا ہے اور جسقدر آتا ہے کھاتا ہے جیسے کتّا اسقدر کھاتا ہے کہ آخر قے کرتا ہے۔ دوسرا یہ کہ انعام حلال اور حرام میں تمیز نہیں کرتے۔ ایک بیل بھی یہ تمیز نہیں کرتا کہ یہ ہمسایہ کا کھیت ہے اس میں نہ جاؤں ایسا ہی ہر ایک امر جو کھانے کے لحاظ سے ہو نہیں کرتا۔ کتے کو ناپاکی پاکی کے متعلق کوئی لحاظ نہیں۔ اور پھر چارپایہ کو اعتدال نہیں۔

یہ لوگ جو اخلاقی اصولوں کو توڑتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ گویا انسان نہیں پاک پلید کا تو خیال عرب میں مُردے کتے کھا لیتے تھے۔ اب تک اکثر ممالک میں یہ حال ہے کہ چوہوں اور کتوں اور بلیوں کو بڑے مزید کھانے سمجھ کر کھایا جاتا ہے۔ چوہڑے چمار مُردار خوار قومیں یہاں بھی موجود ہیں۔ پھر یتیموں کا مال کھانے میں کوئی تردد و تامل نہیں۔ جیسے قیمہ کا گٹھ گائے کے سامنے رکھ دیا جائے۔ بلاتردد کھالے گی ایسا ہی ان لوگوں کا حال ہے یہی معنے ہیں وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ غرض یاد رکھو کہ دو پہلو ہیں ایک عظمت الٰہی کا جو اُس کے خلاف ہے وہ بھی اخلاق کے خلاف ہے اور دوسرا شفقت علیٰ خلق اللہ کا پس جو نوع انسان کے خلاف ہو وہ بھی اخلاق کے برخلاف ہے۔ آہ! بہت تھوڑے سے لوگ ہیں جو ان باتوں پر جو انسان کی زندگی کا اصل مقصد اور غرض ہیں غور کرتے ہیں۔ (ردحانی ...)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفتہ روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸ / اکتوبر ۱۹۶۵ء

نوجوانوں میں انسانی و اخلاقی قدروں کا بڑھتا ہوا عدم احترام

اوراق پارینہ کی ورق گردانی کرتے ہوئے ہماری نظریں آج سے رُبع صدی پہلے گاندھی جی سے دریافت کئے گئے ایک سوال اور اس پر آپ کے جواب پر رک گئیں۔ یہ سوال و جواب پہلے گاندھی جی کے اپنے اخبار میں شائع ہوا۔ بعدہٗ اس کا اردو ترجمہ اخبار ملاپ میں اس طرح دیا گیا:۔

"گاندھی جی کو ایک شخص نے لکھا:۔ میں غریب آدمی ہوں مل میں نوکر ہوں اور بڑے خمصے میں مبتلا ہوں میں جب کبھی باہر جاتا ہوں تو کسی خوبرو کا چہرہ دیکھ کر بے قرار ہو جاتا ہوں میرا سارا ضبط کا فور ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے یہاں تک ڈر لگتا ہے کہ کہیں میرے ہاتھوں کوئی بد تہذیبی سرزد نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ میں نے خودکشی کا عزم کیا میری شریف بیوی نے مجھے بچا لیا اُس نے مجھے یہ راہ دکھائی کہ جب کبھی باہر جاؤں اُسے ساتھ لے جاؤں اس تجویز پر عمل تو کیا لیکن یہ تجویز ہر موقعہ پر قابل عمل نہیں اکثر نا امید ہو کر میں سوچا کرتا ہوں کہ اپنی آنکھوں کو نکال کر پھینک دوں نہیں بیوی کا خیال آتے ہی رک جاتا ہوں آپ خدا کے بندے ہیں کیا کوئی طریق سمجھا سکتے ہیں؟"

اس کے جواب میں گاندھی جی نے لکھا:۔

"آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ جیسا ہی حال بہت سے لوگوں کا ہے۔ آنکھوں کی بدکاری ایک عام بیماری ہے جو روز بروز ترقی پذیر ہے یہاں تک کہ اُسے ایک طرح کا وقار حاصل ہو گیا ہے لیکن ان باتوں سے آپ کو تسلی نہیں ہونی چاہیئے آپ کی عورت بہادر ہے آپ کو اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے تو شادی ایک کھیل ہو جائے گا۔ آپ کو اپنے دشمن شہوانی قوت سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیئے اپنے دل میں اس خیال کو قائم کیجئے کہ غیر عورت آپ کی سگی بہن ہے گندہ لٹریچر سینما اور اخباروں کے صفحات کو سیاہ کرنے والی جذبات انگیز تصاویر کو دیکھنا چھوڑ دیجئے۔"

(ملاپ ۷ / فروری ۱۹۴۱ء بحوالہ الفضل ۱۳)

قطع نظر اس سے کہ گاندھی جی کے جواب میں تشنگی باقی ہے جس کے متعلق ہم کسی دوسرے وقت اپنا نقطۂ نظر پیش کریں گے۔ جواب کے خط کشیدہ حصہ کو ایک بار پھر ملاحظہ فرمایئے۔ اس حصہ میں دریافت کئے گئے مرض اور اس کا علاج بطور خلاصہ مذکور ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اس سوال و جواب میں بڑے ہی جامع طریق پر اس وقت کے ہندوستانی معاشرہ میں راہ پا رہی معاشرتی اور اخلاقی کمزوریوں کا ایک سچا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔!!

اب آیئے ۲۵ سال بعد کی صورت حال نائب صدر جمہوریہ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ آپ نے ۲۰ / اکتوبر ۱۹۶۵ء کو دہلی میں اعلیٰ علوم کے ہندوستانی انسٹی ٹیوٹ میں مذہب اور معاشرہ پر ایک سیمینار کی صدارتی تقریر میں کہا:۔

"ہم ایک تباہی (یعنی تقسیم ملک) سے گذر رہے ہیں اور اب ہمارے سامنے اور تباہی کے آثار ہیں۔ کیونکہ نوجوانوں میں انسانی و اخلاقی اقدار کا عدم احترام بڑھتا جا رہا ہے جس کا سبب مذہبی روایات سے بڑھتی ہوئی اجنبیت اور کسی گہرے مذہبی تجربے کا موقع نہ ملنا ہے۔" (الجمعیۃ دہلی ۲۲ / ۱۰ / ۶۵ صفحہ ۶)

آج سے ۲۵ سال پہلے ملک میں انگریزوں کا راج تھا ہم کہہ سکتے تھے کہ اقتدار سے محرومی اور دیر تک کی غلامی کے سبب معاشرہ کی ایسی خامیوں پر قابو نہیں پایا جا سکتا مگر غیر ملکیوں کے تسلط سے آزاد ہو جانے کے بعد معاشرہ کی مذکورہ خرابیوں میں اصلاح ہونے کی بجائے رد بہ انحطاط ہیں!! اور نائب صدر جمہوریہ کا اس رنگ میں اظہار خیال نہایت درجہ فکر انگیز ہے!!

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہندوستانیوں نے غیر ملکی حکمرانوں کو تو نکال باہر کیا اور ان کے ظاہری تسلط سے اپنے تئیں آزاد کرا لیا مگر اڑھائی سو سال کے انگریزی دور حکومت نے دماغوں پر جس چیز کی چھاپ لگائی تھی وہ مٹ نہ سکی۔ مغرب کی نقل کرنا ہم ہندوستانیوں کے لاشعور میں ایسا گھس گیا کہ اب نکلنے کا نام نہیں لیتا۔ ملک جو مذہب کا گہوارہ تھا اور مذہب جو انسانی اور اخلاقی قدروں کا ضامن نگران اور راہنما ہے۔ مغربیت نے اسی پر اپنا کاری وار کیا بڑی چالاکی سے اُس نے پہلے ہندوستانی عوام کے دلوں سے مذہب کی محبت نکالی اور ساتھ ہی اس دماغی خلاء کو پُر کرنے کے لئے ایک نیا نعرہ قومیت کا دیا۔ اور کل حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ کے تحت اس جدید نعرہ کو دوسرے ممالک کی طرح ہندوستانیوں نے بھی خوب سینے سے لگایا اور انسانیت اور اخلاق پر کار بند رکھنے کی کار فرما قوت "مذہب" کو ثانوی پوزیشن دینے لگے۔ اور نوبت بایں جا رسید کہ مذہب کو ہر شخص کا پرائیویٹ معاملہ قرار دے دیا حالانکہ یہ مذہب ہی ہے جو انسان کو پہلے انسانیت کا سبق دیتا ہے اور اسے دنیا میں انسان بن کر رہنا سکھاتا ہے اور ساتھ کے ساتھ اخلاق کی حدود متعین کر کے اپنے ماننے والوں کو ان کا پابند رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

آپ دیکھ لیں جوں جوں دنیا سے مذہب کی گرفت ڈھیلی ہوتی گئی انسان انسانیت کے دائرے سے نکلتا چلا گیا اور ساتھ ہی اخلاقی قدروں کے دیئے بھی گل ہوتے گئے۔!!

نائب صدر جمہوریہ نے اپنی اُسی تقریر میں یہ بھی کہا:۔

"(موجودہ) تعلیم، انسانی اور اخلاقی قدروں کے لئے بہت کم کام کرتی ہے۔" (الجمعیۃ ۲۲ / ۱۰ / ۶۵)

اور دوسری طرف مذہبی جذبہ کے متعلق کہا:۔

"مذہبی جذبہ انسانوں کی خدمت کرنے، مساوات اور انصاف کو قائم کرنے اور جہالت کے دکھ اور مصیبت کو مٹانے کی امنگ کا سرچشمہ ہے۔" (الجمعیۃ ۲۲ / ۱۰ / ۶۵)

اس موقعہ پر ایک طبعی سوال اٹھتا ہے کہ اگر مذہب سے بے اعتنائی کا نتیجہ مغربیت کا ہو رہا ہوتا ہے تو کیوں نہ ہندوستان کے آزاد ہوتے ہی اس کے استعمال کی طرف توجہ دی گئی؟ کسی قدر جواب ہمارے اوپر کے بیان میں آ چکا ہے اس کے ساتھ ہی اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت ہے کہ مغربی حکمرانوں کی سحرکاری ہی تھی کہ ملک سے ان کا بوریا بستر لپیٹ جانے کے باوجود مغربیت کی چھاپ ہندوستانیوں کے دماغوں پر ایسے رنگ میں لگ چکی تھی کہ ناممکن ہے آسانی سے دور ہو۔ بالخصوص جبکہ حصول آزادی کے بعد ملک والوں کے سامنے بے شمار ایسے میدان تھے جن کے لئے انہیں آگے بڑھنا تھا۔ ملک کی ہمہ جہتی ترقی کے لئے صدہا قسم کے منصوبوں کے ساتھ ساتھ جدید نظام حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کا بھی سوال تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف ملک کی قیادت سیاست نے سنبھال لی تو دوسری طرف ملکی ضرورت کے لئے صنعتی اور سائنسی ترقیات کے بہت سے میدان نکل آئے۔ اور جدید ہندوستانی معاشرہ بس اسی محور کے گرد گھومنے لگا۔

اگر آپ اس مسئلہ پر ذرا عمیق نگاہ ڈالیں تو آپ کو نائب صدر جمہوریہ کے اس فکر انگیز اظہار خیال کو نوجوانوں میں انسانی اور اخلاقی قدروں کا عدم احترام بڑھ رہا ہے کی وجہ واضح صورت میں نظر آ جائے گی۔ بہت کم لوگوں نے سیاست کا اس پہلو سے جائزہ لیا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ دنیا کی موجودہ سیاست ہی ہے جو اعلیٰ انسانی قدروں کی سب سے بڑی قاتل ہے زیادہ تفصیلات کی ضرورت نہیں جو شخص بھی اس موضوع پر اپنے تدبر کرے گا وہ ہمارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اچھی طرح ملحوظ خاطر ہونی چاہیئے کہ ہم نے موجودہ سیاست کے متعلق اپنا یہ نظریہ پیش کیا ہے۔ نہ کہ سبھی سیاسی کارکنان کے متعلق۔ اس لئے کہ اسی زمرہ میں وہ عظیم شخصیتیں بھی ہیں جن کے ذکر پر ادب و احترام کے ساتھ سر جھک جاتا ہے۔ اور انہوں نے ملک و ملت کے لئے قابل قدر کام کیا۔!!

دوسری چیز جو نوجوانوں میں اعلیٰ انسانی اور اخلاقی قدروں کا احترام ختم کرنے کا باعث بنا وہ وہی ہے جس کی طرف گاندھی جی کے محولہ بالا نوٹ کی خط کشیدہ آخری سطروں میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس بات کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ معاشرہ کی وہ بنیادی خرابیاں جن کی طرف راشٹر پتا صرف لفظوں میں آج سے ۲۵ سال پہلے اشارہ کر چکے ان میں بجائے کچھ کمی آنے کے کہیں زیادہ ترقی ہوئی ہے۔!!

باوجود کئی قسم کے قوانین نافذ ہو جانے کے نوجوان طبقہ گندے لٹریچر (باقی صفحہ ۹ پر)

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں آنے کی کوشش کرو!

چندہ جلسہ سالانہ جلد از جلد بھجوانا چاہیئے تاکہ مہمانوں کیلئے خوراک اور رہائش کے انتظامات میں دقت نہ ہو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے فرمایا:۔
پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع میں چندہ دے دیتی ہیں۔ وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ کافی بقایا رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے ذمہ بھی دو دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ

جلسہ سالانہ کا چندہ

ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آرہا ہے۔
جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے۔ اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کیا کرتے ہیں۔ مثلاً شادیوں کے موقعہ پر اجتماع ہوتا ہے تو تمام رشتہ دار جاتے ہیں۔ اور وہاں کچھ نہ کچھ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ موتوں پر اجتماع ہوتا ہے۔ تو تمام رشتہ دار جمع ہوتے ہیں۔ تو کچھ نہ کچھ روپیہ دیتے ہیں۔ میلوں پر اجتماع ہوتا ہے جو بعض دفعہ کسی ذلیل سی چیز کو یاد رکھنے کے لئے ہوتا ہے تو اس موقعہ پر بھی ہر گاؤں کا جو آدمی آتا ہے وہ آٹا یا کوئی چیز اپنے ساتھ لاتا ہے اور میلہ کرنے والے فقیر کو دے دیتا ہے۔ میلہ ذاتی ہوتا ہے جماعتی نہیں ہوتا۔ وہاں روٹی کسی کو نہیں ملتی۔ مگر پھر بھی لوگ میلہ کرانے والے فقیر کی جھونپڑی کے سامنے آٹے اور دوسری اشیاء کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔
اسی طرح

بزرگوں کے عُرس

ہوتے ہیں۔ عُرس بھی کوئی دین کی تبلیغ کا ذریعہ نہیں ہوتے بلکہ صرف پیر بھائیوں کے ملنے کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں وہاں بھی لوگ بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور ان پیروں کی کچھ نہ کچھ امداد کرتے ہیں۔ جن کے وہ مرید ہوتے ہیں۔ ہمارا جلسہ سالانہ تو عُرسوں کی طرح نہیں۔ بلکہ وہ ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ پھر اس موقعہ پر آنے والے سب مردوں اور عورتوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ اور سب کے لئے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ میں نے عُرسوں میں جانے والوں سے پوچھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عُرسوں میں ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک ایک روٹی ملتی ہے باقی جہاں کوئی چاہے گذارا کرے۔ بازار سے لے کر روٹی کھائے یا کسی اور جگہ انتظام کرے لیکن یہاں تو باقاعدہ ہر شخص کو کھانا ملتا ہے اور ان کی

رہائش کا انتظام

ہوتا ہے۔ عُرسوں میں نہ تو کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور نہ رہائش کا انتظام ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ اس لئے یہ چندہ کوئی ایسا بوجھ نہیں ہے جسے خوشی سے برداشت نہ کیا جا سکتا ہو۔ یہاں نہ صرف ہر آنے والے مرد کو کھانا دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی بیوی کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ اس کے بچوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ اس کے بھائی بندوں کو بھی رشتہ داروں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے اور اس کے ہموطنوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ گویا سارے لوگ چندوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اگر کچھ رقم بچ جاتی ہے تو تبلیغِ اسلام پر خرچ ہوتی ہے پس

ہمارا جلسہ سالانہ

تمام عُرسوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی پوری کوشش کریں کیونکہ ہمارا لمبا تجربہ ہے کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آخر سال میں چندہ پورا کر دیتی ہیں۔ [illegible] بعض جماعتوں کے ذمہ

دو دو سال کا بقایا

چلا جاتا ہے۔ حالانکہ انتظام پر تو بہر حال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والوں کو کھانا دیا جاتا ہے ان کی رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ صفائی کا انتظام کیا جاتا ہے ضروریاتِ زندگی جو انہیں گھر پر پوری کرنی ہوتی ہیں۔ وہ سب یہاں پوری کی جاتی ہیں۔ اگر ہر احمدی یہ سمجھ کر کہ اگر وہ اپنے گھر پر رہتا تب بھی خرچ کرتا۔ انہی تین دنوں کے کھانے وغیرہ کا خرچ دے دیں تو

جلسہ سالانہ کے اخراجات

پورے ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف یہ مدِنظر رکھ لے کہ اول تو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے تین دن کے کھانے کا خرچ جو اس نے گھر میں نہیں کھایا دے دے اور پھر اتنے ہی مہمان سمجھ لے جو اب بجائے اس گھر جانے کے تین چار دن کے لئے سلسلہ کے مہمان بن گئے ہیں۔ اور ان کا بھی خرچ دے دے۔ مثلاً ایک گھر کے سات افراد ہیں اور وہ جلسہ سالانہ پر آتے ہیں تو وہ سات افراد کے کھانے کا خرچ الگ دے۔ اور سات مہمانوں کا بھی دیں اور سمجھ لے کہ وہ سات مہمان ان کے گھر آتے ہیں۔ گویا وہ چودہ کس کے لئے تین دن کا خرچ دے دے اور سمجھ لے کہ گھر کا خرچ بھی چل گیا اور مہمانوں کا خرچ بھی پورا ہو گیا۔

بعض دوست کہہ سکتے ہیں

کہ یہاں آنے کے لئے جو سفر پر کرایہ خرچ ہوتا ہے وہ تو ایک زائد بوجھ ہوتا ہے یہ بات ٹھیک ہے لیکن سارے سال میں کوئی نہ کوئی سیر بھی لوگ کیا کرتے ہیں اس کو بھی تم سیر ہی سمجھ لو۔ سیر میں بھی لوگ ریل یا موٹر میں بیٹھ کر سفر کرتے ہیں اور کرایہ پر کچھ نہ کچھ رقم خرچ آتی ہے اور یہاں بھی وہ ریل یا موٹر میں ہی بیٹھ کر آتے ہیں پھر یہ زائد بوجھ کیسے ہوا۔ پھر لوگ اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہاں بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سب دوست آپس میں ملتے ہیں۔ پھر یہاں

اتنے نکاح ہوتے ہیں

کہ میرے خیال میں دوسری جگہوں پر سال بھر میں بھی اتنے نکاح نہیں ہوتے۔ جتنے یہاں ایک دن میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہو جاتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جب میری صحت اچھی تھی تو قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مسجد مبارک میں دو دو سو اڑھائی اڑھائی سو بلکہ بعض دفعہ چار چار سو نکاح پڑھا کرتا تھا۔ گویا دوستوں نے شادیوں اور بیاہوں پر اپنی اپنی جگہ جو خرچ کرنا ہوتا ہے وہ بھی یہاں آکر اٹھ جاتا ہے۔ غرض سیر بھی ہو گئی۔ دوستوں سے بھی مل لیا۔ اور شادیوں بیاہوں میں بھی حصہ لے لیا۔ پس اگر یہاں آنے میں کسی کا کچھ زیادہ بھی خرچ ہو جائے تو کیا ہوا۔ اس کے تین اور کام بھی تو ہو گئے۔ جو اسے بہر حال کرنے پڑتے خواہ وہ جلسہ پر آتا یا [illegible] کیونکہ اگر شادی ہوتی ہے تو سارا

خاندان میں کہ منگنی یا نکاح کے لئے جاتا ہے اور وہ کام یہاں مفت ہو جاتا ہے پھر شادیوں میں مہمان آتے ہیں ان کو کھانا کھلانا پڑتا ہے لیکن یہاں خود شادی والے بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں اور مہمان بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں۔ غرض ایک طرف خرچ بچتا ہے تو دوسری طرف تین چار اور کام بھی بغیر خرچ کے ہو جاتے ہیں۔ پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ

جلسہ سالانہ کا چندہ

جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تاکہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی ادا کر دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خریدی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ وہ وقت پر چندہ دے تاکہ کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔

دوسرے میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ دوست ابھی سے

جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری

کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو جن کے متعلق ان کا خیال ہو کہ وہ فائدہ اٹھائیں گے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ جلسہ سالانہ پر آ جاتے ہیں ان میں سے بہت کم لوگ بغیر اثر کے جاتے ہیں۔ اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں جو بیعت کر جاتے ہیں۔ اس لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر آپ لوگ انہیں اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ جلسہ سننے کا تو انہیں اتنا شوق نہیں ہوتا جتنا احمدیوں کو ہوتا ہے۔ لیکن میلہ دیکھنے کا انہیں ضرور شوق ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں کہیں کہ میلہ ہی دیکھ آؤ۔ اور اگر وہ میلہ کے نام پر ہی یہاں آ جائیں اور یہاں آ کر ان کا

خدا اور اس کے رسول سے میل

ہو جائے تو اس میں تمہارا کیا ہرج ہے یہ بڑی اچھی بات ہے۔ پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب احمدی جلسہ سے واپس جاتے ہیں اور وہ اپنی مجالس میں ذکر کرتے ہیں کہ وہاں اس دفعہ یہ یہ دین کی باتیں ہوئیں۔ تو غیر احمدیوں میں بھی چونکہ ایمان ہوتا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگلے سال ہم بھی چلیں گے لیکن سال کے آخر تک ان کا وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس لئے سب دوست ابھی سے اپنے دوستوں کو کہنا شروع کر دیں کہ اس سال

جلسہ کے موقعہ پر چلیں

وہاں جا کر کچھ خدا کی باتیں سن لینا اور اگر تقریریں نہ سننی ہوں تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ پس چاہیئے وہ کسی ذریعہ سے آئیں انہیں یہاں لانے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

یعنی شعر و شاعری سے ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن بعض لوگ چونکہ شعر کے شوقین ہوتے ہیں اس لئے اگر وہ دین کی باتیں شعروں میں سن لیں تو ہمارا کیا ہرج ہے۔ اسی طرح اگر بعض غیر احمدی دوست یہاں میلہ دیکھنے کے لئے ہی آ جائیں لیکن یہاں آ کر ان کا خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے تو اس میں ہمارا کیا ہرج ہے پس آپ لوگ ابھی سے

اپنے غیر احمدی دوستوں میں تحریک کریں

کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ضرور آئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت پر زور دیا ہے آپ نے ایک موقعہ پر ایک بڑی ہی دردناک بات کہی فرمایا کہ دوست جلسہ پر ضرور آئیں۔ پتہ نہیں انہیں اگلے سال بعد مجھے دیکھنا نصیب ہو یا نہیں وہ یہاں آئیں گے تو کم از کم مجھے تو دیکھ لیں گے۔ ہماری جماعت میں کئی لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں پر اس فقرہ سے ایسی چوٹ لگی ہے کہ انہوں نے اس وقت سے مرکز میں آنا شروع کیا اور اب تک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال مرکز میں آ رہے ہیں۔ ۱۸۹۲ء میں پہلا جلسہ سالانہ ہوا تھا اور اب ۱۹۵۶ء آ گیا ہے گویا ۶۴ سال ہو گئے ہیں مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو ۶۴ سال سے متواتر ہر سال جلسہ سالانہ دیکھنے چلے آتے ہیں مثلاً کل ہی

میاں فضل محمد ہرسیاں والے

فوت ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس پر اب ۶۱ سال گذر چکے ہیں۔ گویا ۱۸۹۵ء کے بعد انہوں نے اکسٹھ جلسے دیکھے ان کے ایک لڑکے نے بتایا کہ والد صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ میں نے جس وقت بیعت کی اس کے قریب زمانہ میں ہی میں نے ایک خواب دیکھا جس میں مجھے اپنی عمر ۴۵ سال بتائی گئی۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہ وہ پڑھا۔ اور میں نے کہا حضور! بیعت کے بعد تو میرا خیال تھا کہ حضور کے الہاموں اور پیشگوئیوں کے مطابق احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں انہیں دیکھوں گا مگر مجھے تو خواب آئی ہے کہ میری عمر صرف ۴۵ سال ہے اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔

اللہ تعالےٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں

شاید وہ ۴۵ کو نوّے کر دے۔ چنانچہ کل جو وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر پورے ۹۰ سال کی تھی۔ اس طرح احمدیت کو جو ترقیات ملیں وہ بھی انہوں نے دیکھیں اور ۶۱ جلسے بھی دیکھے ان کے چار بچے ہیں جو دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک قادیان میں درویش ہو کر بیٹھا ہے ایک افریقہ میں مبلغ ہے۔ ایک یہاں مبلغ کا کام کرتا ہے اور چوتھا لڑکا مبلغ تو نہیں مگر وہ اب ربوہ آ گیا ہے اور یہیں کام کرتا ہے پہلے قادیان میں کام کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمت دین ہی کرتا ہے۔ پھر ان کی ایک بیٹی بھی ایک واقف زندگی سے بیاہی ہوئی ہے۔ باقی بیٹیوں کا مجھے علم نہیں۔ بہرحال انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک

خدا تعالےٰ کا نشان دیکھا

جب ۴۵ سال کی عمر کے بعد ۴۶واں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالےٰ کا ایک نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس کی عمر میں مر جانا تھا۔ اب ایک سال جو بڑھا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھا ہے۔ جب چھیالیسویں سال کے بعد سینتالیسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالےٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے میں نے پینتالیس کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب دو سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ جب سینتالیسویں سال کے بعد اڑتالیسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خدا تعالےٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے میں نے پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب تین سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ گویا وہ ۴۵ سال تک برابر ہر سال یہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خدا تعالےٰ کا نشان دیکھ لیا اور ہر سال جلسہ سالانہ پر ہزاروں ہزار احمدیوں کو آتا دیکھ کر ان کا ایمان بڑھتا ہوگا۔ پس

جلسہ سالانہ کو بڑی عظمت حاصل ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے:-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس اس جلسہ میں شمولیت بڑے ثواب کا موجب ہے اور مومن تو چھوٹے چھوٹے ثواب کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دیکھو یہاں جلسہ سالانہ پر آؤ گے تو ایک تو دین کی باتیں سن لو گے دوسرے اپنے کئی احمدی بھائیوں سے مل لو گے۔ یہ خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے کی وجہ سے دوستوں کے کئی قسم کے کام ہو جاتے ہیں۔ پس انہیں چاہیئے کہ وہ ابھی سے

جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری شروع کر دیں

یعنی خود بھی تیاری شروع کر دیں اور جن غیر احمدی دوستوں کو وہ اپنے ساتھ لا سکتے ہوں انہیں بھی ابھی سے شریک کرنا شروع کر دیں۔ اگر تحریک کرنے پر کوئی کہے کہ میں تو احمدی نہیں تو اسے کہو کہ اگر جلسہ نہیں سنو گے تو میلہ ہی دیکھ لینا اگر تم انہیں میلہ دیکھنے کے لئے ہی لے آؤ اور پھر ان کا خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے تو تمہیں کیسا مزہ آئے گا۔ حافظ روشن علی صاحبؓ مرحوم سنایا کرتے تھے کہ سالانہ جلسے کے ایام میں ایک دفعہ میں نے مسجد مبارک

کے سامنے والے چوک میں دیکھا کہ ایک گروہ لوگوں کا لنگر خانہ کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور ایک گروہ ہائی سکول کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب دونوں گروہ چوک میں پہنچے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر فوراً رک گئے۔ اور کچھ دیر رکنے کے بعد ایک طرف کے لوگ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کے آدمیوں سے بغلگیر ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ نظارہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ اور میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ اس پر ایک فریق نے فرمایا کہ ہم ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں میں پہلے احمدی ہوئے تھے اور ہم لوگ پیچھے احمدی ہوئے۔ جب یہ لوگ احمدی ہوئے تو ہم لوگ طاقتور تھے ہم نے ان کی سخت مخالفت کی اور انہیں اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ اس پر یہ کسی اور جگہ چلے گئے۔ اب پندرہ بیس سال کے بعد یہ ہمیں اس جگہ ملے ہیں جبکہ ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہیں دیکھ کر ہمیں رونا آ گیا کہ ہم نے انہیں اپنے گھروں سے نکالا تھا۔ لیکن اب ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں اور اس جگہ سے فیض لینے آئے ہیں جہاں سے انہوں نے فیض حاصل کیا تھا۔

اب دیکھو انہوں نے دس پندرہ سال سے اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھا تھا لیکن قادیان میں ان کا ملاپ ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم اپنے غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ لاؤ گے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں محبت پیدا کر دے اور ان کا بغض جاتا رہے۔ دلوں میں محبت پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور جب وہ کسی دل میں محبت پیدا کرتا ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ حنین کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ مکہ کے نو مسلم شامل ہو گئے تاکہ وہ جنگ کے میدان میں اپنے جوہر دکھائیں اور عربوں پر اپنا رعب بٹھائیں۔ انہی میں شیبہ نامی ایک شخص بھی تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں بھی اس لڑائی میں شامل ہوا۔ مگر میری نیت یہ تھی کہ جس وقت لشکر آپس میں ملیں گے تو میں موقع پا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ جب لڑائی تیز ہو گئی اور ادھر کے آدمی اُدھر کے آدمیوں میں مل گئے تو میں نے تلوار کھینچی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا شروع ہوا۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اُٹھ رہا ہے جو قریب ہے کہ مجھے بھسم کر دے اس کے بعد مجھے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سنائی دی کہ شیبہ میرے قریب ہو جاؤ۔ میں جب آپ کے قریب ہو گیا تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے خدا شیبہ کو شیطانی خیالوں سے نجات دے۔ شیبہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ ہی میرے دل سے تمام دشمنیاں اور عداوتیں اُڑ گئیں۔ اور آپ کی محبت میرے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر گئی۔ پھر آپ نے فرمایا شیبہ آگے بڑھو اور لڑو تب میں آگے بڑھا اور اس وقت میرے دل میں سوائے اس کے اور کوئی خواہش نہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بچا دوں۔ اگر اس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا اور میرے سامنے آ جاتا تو خدا کی قسم میں اپنی تلوار سے اس کا سر کاٹنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرتا۔ اس قسم کے نظارے مرکز میں آنے پر ہی نظر آ سکتے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگوں میں بڑی بڑی دشمنیاں تھیں۔ مگر وہ یہاں آئے تو ان کے دلوں سے پرانے بغض نکل گئے۔ اور اپنے بھائیوں کی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔ پس آپ لوگ جلسہ سالانہ پر آنے کی کوشش کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بہت سے لوگ جو یہاں آتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو کر جاتے ہیں۔ پس آپ لوگوں کو کثرت کے ساتھ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو تحریک کرنی چاہیئے ممکن ہے خدا تعالیٰ نے یہی موقعہ ان کی ہدایت کے لئے رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے ممکن ہے جن کو آپ باوجود کوشش کے احمدی نہیں بنا سکتے تھے وہ یہاں آ کر احمدی ہو جائیں۔ مجھے ایک احمدی نوجوان نے ایک واقعہ سنایا کہ میں اپنے ایک دوست کو جلسہ پر لایا۔ وہ پہلے بہت مخالفت کیا کرتا تھا وہ یہاں آیا۔ اُس نے جلسہ سنا اور واپس چلا گیا۔ مگر اس نے بیعت نہیں کی۔ اگلے سال پھر جلسہ سالانہ آیا۔ تو میں نے کہا اس دفعہ بھی جلسہ پر چلو۔ کرایہ میں دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا میں تو اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ وہاں تو

خدا تعالیٰ کی باتیں

ہوتی ہیں۔ ان کے سننے کے لئے میں تمہارے کرایہ پر نہیں بلکہ اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ غرض اللہ تعالیٰ اس طرح دلوں کو ٹھیک کر دیا کرتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ پانچ پانچ سال تک جلسہ پر آتے رہے لیکن انہوں نے بیعت کر لی۔ اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے پہلے سال ہی بیعت کر لی۔ مجھے یاد ہے منصوری کے ایک دوست سید عبدالوحید صاحب بیعت کے لئے آئے ان کے بھائی سید عبدالمجید صاحب پہلے احمدی تھے۔ سید عبدالوحید کا لڑکا فضل الرحمن فیضی بڑا مخلص احمدی ہے اور سندھ میں رہتا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر آئے تھے بیعت کے لئے اُنہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے تو ان کے بھائی نے بتایا کہ یہ بڑے سخت مخالف تھے اور میرے ساتھ احمدیت کی وجہ سے بات کرنا پسند بھی نہیں کرتے تھے اسکے بعد ان میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ یہ احمدیت کی طرف مائل ہو گئے۔ اور اب بیعت کر رہے ہیں غرض وہ یہاں آئے اور احمدی ہو گئے۔ پھر جب تک زندہ رہے احمدیت میں بڑے اخلاص سے زندگی گذاری۔ اب ان کی اولاد بھی بڑی مخلص ہے پس آپ کو یہ موقع ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دوستوں کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ

پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں جلسہ پر آئیں

اور پہلے سے کئی گنا زیادہ اخلاص لے کر جائیں۔ اور پھر وہ خود بھی اور ان کی بیویاں بھی اور ان کے بچے بھی ایسا ایمان اپنے اندر پیدا کریں۔ جو پہاڑ سے بھی زیادہ بلند ہو۔ اور دُنیا کی کوئی محبت اور تعلق اس محبت اور تعلق کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے جو انہیں سلسلہ اور اسلام سے ہو۔ آمین۔

(الفضل ۴ر دسمبر ۱۹۶۳ء ملخصاً)

نوجوانوں میں انسانی اور اخلاقی قدروں کا بڑھتا ہوا عدم احترام (بقیہ صفحہ ۲)

کا پہلے سے زیادہ رسیا بنتا جا رہا ہے۔ سینما بینی میں جس قدر شغف بڑھا ہے وہ سب کے سامنے ہے اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والی عریاں فلمی تصاویر ان سب چیزوں نے مل جل کر اخلاقی قدروں کا جنازہ نکال دیا ہے۔ تعجب کا مقام ہے کہ ہندوستان کی صاحب اختیار و اقتدار ہستیاں ایسے اظہار خیال کے باوجود معاشرہ کی اصلاح میں بے بس نظر آتی ہیں ـــــ اور یہ بات ہے بھی بہت حد تک صحیح اور درست ہے کہ یہ ان لوگوں کے بس کا روگ نہیں کہ ہم ان سے ایسی توقعات وابستہ کریں اور جو ایسا کرتا ہے وہ سخت غلطی میں مبتلا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بموجب حسن کلام اُسی کو ساجے۔ انسانی اور اخلاقی قدروں کو اُجاگر کرنا اور پھر انکے لئے عوام کے دلوں میں جذبہ اشتیاق پیدا کر کے ان میں ایک غیر معمولی انقلاب پیدا کر دینا یہ بلند مذہبی شخصیتوں کا کام ہے یہ شخصیتیں جب دُنیا میں آتی ہیں تو معاشرہ کیلئے انوار و برکات بھی ساتھ ہی لاتی ہیں اُن کا طریق کار بھی عمومی سیاست دانوں سے مختلف ہوتا ہے وہ لوگوں کے دلوں کو جو ہوتے ہیں ناسدا دول سے پاک صاف کر کے اُنکے اندر ایک نئی روشنی بھر دیتے ہیں اور اُنکے ساتھ اپنے نیک اور پاک عمل نمونہ کے ساتھ ان کے دلوں کو یوں گرماتے ہیں جیسے مرغی پروں تلے رکھے انڈوں کو اپنے جسم کی گرمی پہنچاتی ہے تب ایک مدت کے بعد اسی انڈے سے بچہ نکل آتا ہے اسی طرح مصلحین وقت کا یہ زمرہ اپنی پاک محبت سے زیادہ افراد کی قلب ماہیت کر دیتا ہے۔ اور دنیا خدا تعالیٰ کی نئی قدرت کا تماشا دیکھتی ہے۔

بھائیو! دیکھو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہمارا یہ زمانہ طرح طرح کی خرابیوں کے باوجود اس کارہ قربانی قوت سے محروم نہیں خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت سے اس کا اہتمام فرما رکھا ہے یہ اُس کی قدرت ثانی تھی کہ جب مغربیت ایک سیلاب عظیم کی طرح مشرق کی طرف بڑھ رہی تھی خدا تعالیٰ نے ہمارے ہی ملک کی سرزمین میں بمقام قادیان اس زمانہ کے مصلح اور ریفارمر کو پیدا کر دیا وہ بڑھتا اور پروان چڑھتا حتی کہ جب شرق و غرب اس مہیب فتنہ کے پنجہ استبداد میں آ گیا اور اس نے اپنی تمام تر سحر کاری کے منصوبے عمل میں لانے شروع کر دیئے تو خدا تعالیٰ نے بھی اُس بندہ برگزیدہ کو اصلاح خلق کے کام پر مامور کر دیا ـــــ!!

یہ مقدس بندہ اُٹھا اور اس نے دُنیا کو امن و سلامتی کی راہ دکھائی۔ انسانی و اخلاقی اعلیٰ قدروں کی نشان دہی کی اور صلاح احوال کے لئے سب کو اپنی طرف دعوت دی اور کہا صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے۔ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار یہ آواز لوگوں تک پہنچی اور سعید الفطرت اس کی طرف لپکے اور اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کی جن افراد کی یہ جماعت بتدریج بڑھتی گئی اور اب ایک مثالی جماعت کے طور پر دنیا کے سامنے موجود ہے۔ آج دعوے سے کہا جا سکتا [illegible] انسانی اور اخلاقی [illegible] قدروں [illegible]

تبرکات

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق و حکمت سے پُر ارشادات

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے درس الحدیث سے مختصر نوٹ

آج سے ۲۵-۲۶ سال پہلے مسجد اقصےٰ قادیان میں قریباً روزانہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ حدیث شریف کا وجد انگیز درس دیا کرتے تھے جس کا خلاصہ گاہے گاہے سلسلہ کے آرگن روزنامہ الفضل میں بھی شائع ہوتا رہا ہے۔ احباب کی دلچسپی اور روحانی استفادہ کی خاطر تبرکات کا یہ صفحہ شریک اشاعت کیا جا رہا ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ یہ سلسلہ جاری رکھا جائے۔ وباللہ التوفیق

(ایڈیٹر)

خادم کے متعلق ہدایات

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی اٹھارہ برس کی عمر میں حضرت علیؓ سے ہوئی تو حضرت علی رضؓ کی اُس وقت مالی حالت کچھ ایسی نہ تھی کہ وہ گھر کے کام کاج کے لئے کوئی خادم رکھ سکتے۔ اور چونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بوجہ چھوٹی عمر کے اور بوجہ اس کے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اکثر عورتیں کام کر جایا کرتی تھیں سخت مشقت کا کام کرنے کی عادت نہ تھی لیکن شادی ہو جانے کے بعد گھر کا سب کام انہیں خود ہی کرنا پڑتا۔ آپ چکی بھی پیستیں اور گھر کے لئے پانی بھی بھر لاتیں۔ اس قسم کے کاموں کی وجہ سے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ ایک دن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ غلام آئے۔ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کے پاس تشریف لے گئیں تاکہ آپ سے اپنے کام میں امداد دینے کے لئے ایک غلام مانگیں لیکن حضورؐ اس وقت گھر میں نہ تھے۔ تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات کہہ کر چلی آئیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں تو میرا پیغام پہنچا دیں۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ کی آپس میں دشمنی تھی ان کی یہ حدیث اچھی طرح تردید کرتی ہے۔ . . . .

. . . . کیونکہ اگر حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ کے تعلقات کشیدہ ہوتے تو حضرت فاطمہ رضؓ حضرت عائشہ سے یہ بات نہ کہتیں۔ بلکہ یہ خیال فرماتیں کہ حضرت عائشہ رضؓ ان کے کام میں روڑا اٹکائیں گی۔ اور سفارش کرنے کی بجائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ ترغیب دیں گی کہ ان کو کوئی خادم نہ دیا جائے۔ مگر حضرت فاطمہ رضؓ کا حضرت عائشہ پر یہ اعتماد کرنا کہ آپ پوری طرح میری بات حضورؐ تک پہنچا دیں گی ثابت کرتا ہے کہ ان کے درمیان کوئی پرخاش نہ تھی۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضؓ کا پیغام پہنچا دیا۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضؓ کی بات کا جواب دینے کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ اور حضرت فاطمہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تم دونوں کو اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ جس کا تم نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تم سونے لگو تو تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہو یہ بہتر ہے اس خادم سے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے۔

بظاہر اگر دیکھا جائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔ حضرت فاطمہ رضؓ کی درخواست کا جواب نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے اس ارشاد میں بہت بڑی حکمت [illegible] ہے۔

[illegible] حضرت فاطمہ رضؓ خود اپنے ہاتھ سے گھر کا کام کیا کریں۔ مگر جواب دینے میں دقت یہ تھی کہ [illegible] خادم کے مطالبہ کو بھی مد نظر رکھا۔ خادم انسان اسی وقت رکھتا ہے جب اس کو اتنی پوزیشن حاصل ہو جائے کہ دوسروں کے سپرد اپنا کام کر سکے اور ان سے خدمت لے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ انبیاء کرام بھی خادم رکھتے رہے۔ خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضؓ کو اپنے کام کاج کے لئے ملازم رکھا تھا۔

لیکن عام طور پر خادم رکھنے والے لوگ اپنے آپ کو خواہ مخواہ بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح ان کی طبیعت میں کبر پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی بوجہ ان کے مالدار ہونے کے ان کی خوب تعریف کرتے ہیں۔ جس سے اُن کا دماغ اور بھی بلند ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو نقائص سے پاک سمجھنے لگ جاتے ہیں اور کسی قسم کے عیب یا نقص کا اپنی طرف سے منسوب ہونا برداشت نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان نقائص کو جو عام طور پر خادم رکھنے والوں اور دوسروں سے کام لینے والے افسروں کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں مد نظر رکھ کر فرمایا اے فاطمہؓ تمہارے خادم مانگنے میں تو کوئی حرج نہیں مگر خادم رکھنے کا ایک اور اثر بھی ہوتا ہے اس لئے تم یہ قبول نہ کرنا بلکہ سونے کے وقت یہ کہا کرو۔ اللہ ہی سب نقائص سے پاک ہے باقی سب انسان اپنے اندر کمزوریاں رکھتے ہیں اور اللہ ہی سب تعریفوں کے قابل ہے۔ ہماری ذاتی کوئی خوبی نہیں ہے اس نے ہی کمال مہربانی سے ہم کو ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ خادم بھی خدمت کے لئے دیئے پھر اللہ ہی سب سے بڑا ہے باقی سب مخلوق چھوٹی ہے۔

اب جو شخص سوتے وقت دل سے یہ اقرار کرے گا۔ وہ چاہے کتنے خادم رکھے اور خواہ کتنا بڑا افسر بن جائے پھر بھی اس کے دل میں کبھی کبر پیدا نہ ہو گا۔

کھانے کے آداب

عمر بن ابی سلمہ جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے تھے فرماتے ہیں۔ ایک روز میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو میں برتن کے چاروں طرف ہاتھ مارنے لگا اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے آگے سے کھاؤ۔

اس حدیث سے کھانے کے آداب پر روشنی پڑتی ہے کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ ایسی چیز جو برتن میں برابر اور ایک جیسی پڑی ہو جیسے حلوہ، فرنی وغیرہ اسے اپنے سامنے سے کھانا چاہیئے۔ لیکن ایسی چیزیں جو کئی نوعیت کی ہوں یا ان میں کچھ تفاوت ہو جیسے کھجوریں ہیں یا پلاؤ وغیرہ ہے تو اس میں سے اپنے حسب منشاء کوئی کھجور یا بوٹی اٹھا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صحابہ کی خصوصیات

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کے متعلق فرمایا اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ہر صحابی کی ہر بات قابل تقلید ہے۔ ہر بات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی قابل تقلید ہے کیونکہ آپ سورج کی مانند ہیں۔ اور تمام لوگوں کے لئے نمونہ اور آپ کے افعال اور اقوال ہی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں لیکن صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو خود سورج یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روشنی لیتے ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک صحابی میں کوئی نہ کوئی ایسی خوبی ضرور ہے اگر تم اسے حاصل کر لو تو ضرور کامیاب ہو جاؤ۔ اب دیکھئے ہر صحابی میں الگ الگ خصوصیات تھیں۔ کوئی سب کام کاج چھوڑ کر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سننے میں لگا رہتا۔ کوئی محتاجوں اور غریبوں کی خبرگیری میں خصوصیت رکھتا۔ کوئی زہد و پرہیزگاری میں بڑھا ہوا تھا غرضیکہ ہر ایک کی الگ الگ خصوصیات تھیں۔ اگر ان کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے انسان ان کی سی خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے تو ضرور کامیاب ہو جائے۔

مومن اور کافر کے کھانے میں فرق

المؤمن یاکل فی معی واحد کے متعلق فرمایا۔ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ اور مومن ایک انتڑی میں اس کا یہ مطلب ہے کہ کافر صرف اس لئے جیتا ہے کہ وہ کھائے پیئے اس کو قیامت اور یوم حساب پر یقین نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اپنی زندگی کا مقصد کھانا پینا ہی سمجھتا ہے اور حرام و حلال سب کھا جاتا ہے۔ مگر مومن کھانے کے لئے زندہ نہیں رہتا بلکہ اس کی زندگی کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے احکام بجا لائے اس کی عبادت کرے اس لئے اس کو کھانے کا اس قدر شوق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ کھانا صرف اس لئے کھاتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا حکم ہے کہ زندہ رہنے کے لئے کھانا کھاؤ۔

(الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۴۱ء)

اخبار و آراء

اخبار

ہماری ہر تین روٹیوں میں ایک روٹی درآمد کی ہوئی ہوتی ہے

بنگلور ۱۳ راکتوبر۔ ہندوستان کے خوراک کارپوریشن کے چیئرمین مسٹری ٹی اے پائی نے پرسوں یہاں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ ہم جو چپاتیاں کھاتے ہیں ان میں تین چپاتیوں میں ایک چپاتی درآمد کردہ ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان ہر سال ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ٹن گیہوں پیدا کرتا ہے۔ اور ساٹھ لاکھ ٹن درآمد کرتا ہے۔ اس طرح ہندوستان میں کھائی جانے والی ہر تین چپاتیوں میں ایک چپاتی درآمد کردہ ہوتی ہے۔ اس طرح ہم اپنے بچوں کو نہ صرف اصل بلکہ سود دینے پر بھی مجبور کر رہے ہیں۔ شری پائی کے خیال میں جنوبی ہندوستان کے لوگوں کو گیہوں کھانے کی عادت ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے کہ آخرش اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گیہوں کی قلت ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بتایا کہ راشن کے نفاذ سے پہلے کیرالا کو ہر سال صرف ۴۲ ہزار ٹن گیہوں کی ضرورت ہوتی تھی۔ اور اب اسے چار لاکھ ٹن گیہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ملک کے ہر حصہ کی صحیح خوراک وہی ہے جو اس علاقہ میں پیدا ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جنوبی ہند میں جوار باجرہ اور راگی کو گیہوں کا بدل ہونا چاہیئے۔

(روزنامہ سانتھی پٹنہ ۱۴/۱۰/۶۵ و الجمعیۃ دہلی ۱۴/۱۰/۶۵)

پاکستان ایک ہزار برس تو ایک طرف قیامت تک بھی لڑتا رہے تو بھی کشمیر پر قبضہ نہ کر سکے گا

(شری شاستری جی کی للکار)

بمبئی ۱۷ راکتوبر۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج بمبئی میں منعقدہ ایک عظیم الشان جلسہ میں اعلان کیا کہ اگر پاکستان طاقت اور زبردستی سے کشمیر کو ہڑپ کر لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کے ہاتھ مایوسی کے سوائے کچھ نہ لگے گا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی لیڈر ایک ہزار سال کی جنگ کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ لیکن ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ وہ قیامت تک بھی کشمیر ہتھیانے میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ پردھان منتری نے پُرشور تالیوں کے درمیان اعلان کیا کہ بھارت اپنے علاقہ پر کوئی حملہ برداشت نہ کرے گا۔ پاکستان خود سوچ لے کہ تشدد اور زبردستی کے راستہ پر چل کر اسے فائدہ ہے یا نہیں۔ بھارت کسی بھی حالت میں کشمیر پر پاکستان کا قبضہ نہ ہونے دے گا چاہے سنگھرش کتنا سخت اور کتنا ہی طویل کیوں نہ ہو۔

(روزنامہ پرتاپ جالندھر ۱۸/۱۰/۶۵)

دوسرا پرم ویر چکر

نئی دہلی ۱۶ راکتوبر (یو۔ این۔ آئی) صدر جمہوریہ ہند نے لیفٹیننٹ کرنل اے۔ بی تارا پور کو پرم ویر چکر کا خطاب دینا منظور کر لیا ہے۔ پرم ویر چکر کا یہ دوسرا خطاب ہے پہلا خطاب حوالدار عبد الحمید کو عطا کیا گیا۔ اور دوسرے افسران کو آج دوسرے اور تیسرے درجہ کے اعزازات دینے کا اعلان کیا گیا۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۸/۱۰/۶۵)

ایثار کی ضرورت

نئی دہلی ۱۹ راکتوبر آج وزیر اعظم شری شاستری نے اپنی ایک نشری تقریر میں ایثار کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ پیدا کرنا ہے اور کم از کم خرچ کرنا ہے ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کو آرام پہنچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ ایثار اور قربانی سے کام لینا ہے اس لئے ہمیں اپنے آپ کو بہت سی چیزوں سے محروم کر لینا ہے۔

اتحاد اور خود اعتمادی

اسی تقریر میں وزیر اعظم نے کہا کہ کل ہم قومی اتحاد، یکجہتی اور استحکام کا دن منانے جا رہے ہیں۔ اس موقعہ پر ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم ملک کو پورے اتحاد کے ساتھ ترقی اور خود اعتمادی کی منزل کی جانب لے جائیں۔ خود اعتمادی کے ہرگز صحیح ہر اعتبار سے خود کفالت کے نہیں ہوتے۔ خود اعتمادی تو دماغ کا کام ہے۔ خود اعتمادی کے معنے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اس سے بڑے سے بڑا کام لیں اور اگر ضرورت ہو تو جرأت کے ساتھ ہر مشکل کا مقابلہ کریں۔

(الجمعیۃ ۲۱/۱۰/۶۵)

مسٹر نہرو کے بعد کون؟

جواب:- وزیر اعظم شاستری

شملہ ۱۹ راکتوبر۔ پنجاب کے گورنر نے آج یہاں کہا کہ اپنے ساتھیوں میں مسٹر شاستری قد کے اعتبار سے تو بہت چھوٹے ہیں لیکن انہوں نے اپنے لاثانی تدبر کے مظاہرہ سے مسٹر نہرو کے بعد کون ہے کا مسئلہ حل کر دیا۔"

(الجمعیۃ دہلی ۲۱/۱۰/۶۵)

اجمیر میں عرس پر حکومت ہند کی طرف سے نمائش کا اہتمام

نئی دہلی ۸ راکتوبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا سالانہ عرس ۲۷ راکتوبر سے یکم نومبر تک ہوگا۔ اور اس موقعہ پر کل ہند جمعیۃ الصوفیا کا سالانہ جلسہ بھی منعقد ہوگا اور اس موقعہ پر مختلف ملکوں سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمانوں کے اجتماع میں ہندوستان پر پاکستان کے حملہ کی مذمت کی جائے گی۔ اس موقعہ پر ہند سرکار کی جانب سے پاکستانی حملہ کے بارہ میں ایک نمائش بھی منعقد کی جائے گی۔ جس میں پاکستانی حملہ آوروں سے چھینا ہوا اسلحہ بھی رکھا جائے گا۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۱/۱۰/۶۵)

ایران، ترکی اور پرتگال سے پاکستان کے لئے اسلحہ

نئی دہلی ۱۹ راکتوبر (ر۔ ن) حکومت پاکستان نے اتوار اور پیر کو کراچی ہوائی اڈہ پر کسی طیارہ کو اترنے کی اجازت نہیں دی۔ خیال ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ جو گولہ بارود ہتھیار اور فاضل پرزے آ رہے ہیں ان کو کوئی دیکھ نہ سکے۔ پاکستان کو ترکی جیٹ جہازوں کا ایک اسکواڈرن دے چکا ہے۔ ترکی اور ایران نے پاکستان کو کافی تعداد میں سامانِ جنگ دیا ہے۔ سعودی عرب کے ترضے کے روپے سے پاکستان پرتگال سے خریدے ہوئے ہتھیاروں کی قیمت ادا کر رہا ہے۔ پرتگال کو یہ اسلحہ امریکہ نے دیا تھا۔

ناقدین کی اطلاع یہ ہے کہ امریکہ کی ہدایت کے خلاف پاکستان ترکی اور ایران سے جنگی سامان اور تیل برابر حاصل کر رہا ہے۔ حکومت ہند نے اس سلسلہ میں حکومت امریکہ سے سخت احتجاج کیا ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ تین ہفتوں کے دوران پاکستان ایران سے ۲ لاکھ ٹن تیل حاصل کر چکا ہے۔ یہ تیل اس نے اپنی ائیر فورس اور آرمی کے لئے حاصل کیا ہے۔

پاکستان نے اگر جنگ بند قبول کی تو اس کی ایک بڑی وجہ تیل کی کمی تھی اس کے ساتھ دو پاکستانی جہاز "باغِ کراچی" "سٹی آف ڈھاکہ" ترکی سے خلیج فارس کے راستہ پاکستان کو سامانِ جنگ فراہم کرنے میں مصروف ہیں۔ تجارتی جہاز کو خلیج فارس سے کراچی پہنچنے میں صرف دو دن لگتے ہیں۔

(الجمعیۃ دہلی ۲۱/۱۰/۶۵)

"ہفتہ میں آدھے دن کا برت"

الہ آباد ۱۲ راکتوبر۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج جبلاؤں کی ایک ریلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اور چین کی طرف سے خطرہ کافی لمبے عرصہ کے لئے تیار ہے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم خبردار رہیں اور دیش کی حفاظت کے لئے اپنی تیاریاں جاری رکھیں۔ پردھان منتری نے دیش واسیوں سے اپیل کی کہ وہ غذائی مسئلہ حل کرنے کے لئے ہفتہ میں ایک دن ایک وقت کا کھانا نہ کھائیں۔ اس سے غذائی مسئلہ حل ہونے میں کافی مدد ملے گی۔ انہوں نے کہا جب دن آدھے دن کا برت رکھا جاتا ہے اس کا وہ جلدی اعلان کریں گے۔ پردھان منتری نے گوشت خوروں کو بھی مشورہ دیا کہ وہ ہفتہ میں کم سے کم چار دن دالیں استعمال نہ کریں۔ انہوں نے کہا دیش کو اناج کے معاملہ میں خود کفیل ہونے میں مدد ملے گی

(پرتاپ جالندھر ۱۲/۱۰/۶۵)

الہ آباد۔ ۱۲ راکتوبر۔ کل رات یہاں ایک بھاری پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے شری لال بہادر شاستری نے کہا پاکستان کشمیر میں پھر حملہ آور بھیجنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے ۳۴ ہزار حملہ آوروں کو ٹریننگ دی جا رہی ہے۔

اگست میں پاکستان نے کشمیر میں پانچ ہزار حملہ آور وہاں کے ہوائی اڈہ پر قبضہ کرنے کے

مقصد سے بھیجے گئے تھے تاکہ بھارت وہاں فوجی کمک اور فوجی سامان نہ پہنچا سکے پاکستان ہماری سپلائی لائن کو کاٹ دینا چاہتا تھا لیکن حملہ آور اس مشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اب وہ جنگلات میں چھپے ہوئے ہیں تاحال خطرہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ حملہ آور بھیجنے کے بعد پاکستان نے چھمب جوڑیاں سیکٹر میں بین الاقوامی حدود کو پار کیا۔ اس حالت میں ہمارے سامنے لاہور کی طرف مارچ کرنے کے سوا دوسرا کوئی چارہ نہ تھا۔ یہ فیصلہ بڑے دکھ کے ساتھ کیا گیا لیکن اس کے سوا کوئی راستہ نہ تھا لاہور کی طرف مارچ کرنے کے فیصلہ کی ذمہ داری مجھ پر ہوتی ہے میں اس فیصلہ کے نتائج کو پوری طرح محسوس کرتا تھا تاہم پاکستانی چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے اور کیا کیا جا سکتا تھا؟ (پرتاپ جالندھر ۱۱/۶۵ ۲۲)

اقلیتوں کو انکے کلچر اور حقوق کی پوری ضمانت دیئے بغیر قومی اتحاد مستحکم نہیں ہو سکتا

اکالی لیڈر سنت فتح سنگھ کا بیان

امرتسر ۱۲ اکتوبر۔ (یو۔ این۔ آئی) شرومنی اکالی دل کے صدر سنت فتح سنگھ نے حکومت اور ہندوؤں سے اپیل کی ہے کہ وہ سکھوں کی بات کو سمجھیں اور پنجابی صوبہ کے حصول کی راہ میں غیر ضروری مشکلات پیدا نہ کریں۔ اقلیتوں کے کلچر اور ان کے حقوق کے تحفظ کے سلسلہ میں پوری ضمانت دینے کی صورت ہی میں (قومی اتحاد اور قومی یکجہتی) کو استحکام حاصل ہو سکتا ہے۔ سنت فتح سنگھ نے اس آریہ سماجی لیڈر کو جس نے پنجابی صوبہ کے خلاف خود کو جلا کر جو اپنی قربانی پیش کرنے کے لئے کہا تھا دعوت دی کہ وہ اکالی تخت میں آئیں جہاں اس مقصد کے لئے ہون کنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اور جہاں پر قربانی دینے سے حکومت بھی کسی کو باز نہیں رکھ سکتی۔

سنت فتح سنگھ نے توقع ظاہر کی کہ حکومت مذکورہ آریہ سماجی لیڈر کو خود کو جلانے کی اجازت نہیں دے گی۔ میں نے حب الوطنی کے جذبہ کے سبب مرن برت اور خود کو جلا کر قربانی پیش کرنے کے فیصلہ کو ملتوی کیا ہے۔ فرقہ وارانہ دھمکیوں سے اس مسئلہ کو الجھایا جانا نہیں چاہیے۔

سنت فتح سنگھ نے کہا سکھوں نے ملک کی آزادی کی خاطر بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں۔ وہ اہل وطن کے ساتھ آزادی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ فرقہ پرست ہندو ملک کے پرامن ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا میں ملک کے لئے ہر ایک قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور اس سے بھی بڑی قربانی سکھوں کے منصفانہ حقوق کو حاصل کرنے کے لئے دے سکتا ہوں۔"

(الجمعیتہ دہلی ۱۰/۶۵ ۲۳)

شری دربارہ سنگھ کی طرف سے پنجابی صوبہ کی پرزور مخالفت کرنیکا فیصلہ

چنڈی گڑھ ۲۲ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کے ہوم منسٹر شری دربارہ سنگھ نے کل رات سانگرس لیجسلیچر پارٹی کے تیس کے قریب ممبروں کی غیر رسمی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی پوری طاقت سے پنجابی صوبہ کے مطالبہ اور اس کی تشکیل کی مخالفت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ فیصلہ کریں کہ آیا وہ اس جدوجہد میں ان کا ساتھ دیں گے یا نہیں۔ انہوں نے کہا میں اس مطلب کے لئے وزارت سے مستعفی ہونے کو بھی تیار ہوں اس کے بعد شری دربارہ سنگھ دہلی چلے گئے۔ (پرتاپ جالندھر ۱۰/۶۵ ۲۳)

آراء

جذباتی مشورے

آجکل ہندوستان میں کوئی پارٹی نہیں جو حکومت کو مشورے دینے پر آگے نہ ہو۔ ایسے ایسے بے تکے مشورے دیئے جا رہے ہیں جو پاکستان دشمنی کے ماحول میں تو برے نہیں لگتے لیکن جب کشیدگی کے بادل چھٹیں گے تو ان کی کسک بری طرح محسوس ہوگی۔ ہمیں افسوس ہے کہ خیالات میں توازن باقی نہیں رہا ہے اور صرف جذبات کو بے لگام چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ بات بھی تشویش سے خالی نہیں کہ جن رجعت پسند جماعتوں کو پنڈت نہرو نے کبھی منہ نہیں لگایا وہ آج حکومت کو مشورے دینے میں سب سے آگے نظر آتی ہیں اور موجودہ حکمرانوں نے بھی ان کی طرف سے اپنا دل صاف کر لیا ہے۔ جن سنگھ کے ایک لیڈر نے حکومت کو دو مشورے دیئے ہیں۔ اول یہ کہ ہندوستان میں تبت کی جلاوطن حکومت قائم کرے۔ یا تبت کے پناہ گزینوں کی نگرانی میں ایسی حکومت کے قیام کی اجازت دے اور پھر تبت کو آزاد کرانے کے لئے متحدہ اقوام کی طرف رجوع کرے۔ اور اس مقصد کے لئے تبت کے پناہ گزینوں

کی نگرانی میں ایسی حکومت کے قیام کی اجازت دے اور پھر تبت کو آزاد کرانے کے لئے متحدہ اقوام کی طرف رجوع کرے۔ اور اس مقصد کے لئے تبت کے پناہ گزینوں کی ایک فوج بھی بنائے۔ اس مشورہ میں جو جذبہ کام کر رہا ہے اس کے نتائج پر فسطائی لیڈروں کی نظر نہیں جا سکتی۔ مگر یہ ایسا مشورہ ہے کہ اگر اس کی مخالفت نہ کی جائے تو کوئی ہرج بھی نہیں ہے اگر وہ قابل عمل ہو تو لائق تحسین بھی ہے۔

اسرائیل اور ہندوستان

دوسرا مشورہ یہ ہے کہ حکومت ہند اسرائیل سے دوستانہ تعلقات قائم کرے کیونکہ مغربی ایشیا میں اسرائیل ہی ایک جمہوری ریاست ہے۔ دعویٰ اور دلیل دونوں غلط۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو ریاست جمہوری نہ ہو اس کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم نہ ہونے چاہئیں۔ برما کونسا جمہوری ملک ہے وہاں فوجی حکومت ہے تو کیا ہندوستان اس کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کرے؟ نیپال خالص ہندو اسٹیٹ ہے اور وہ تھیاکریسی کی بنیاد پر قائم ہے مگر اس کے ساتھ ہمارے تعلقات قابل فخر ہیں اور روز بروز مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔ فسطائی لیڈر نے یہ بھی کہا کہ جس طرح پاکستان کے ساتھ عرب ممالک نے تعلقات قائم کر رکھے ہیں اسی طرح ہندوستان، اسرائیل اور عرب ممالک دونوں کے ساتھ تعلقات قائم کرے۔ اگر بات یہی ہے تو عرب ممالک کو متنبہ کر دینا چاہیئے کہ اگر انہوں نے پاکستان کے ساتھ تعلقات قائم رکھے تو ہندوستان بھی اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے پر مجبور ہوگا۔ شاید ابھی احساس نہیں ہوا ہے کہ عرب ممالک ہندوستان کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتے ہیں اور ہندوستان کو اسرائیل سے زیادہ عرب ممالک کی ضرورت ہے جس روز بھی ہندوستان نے یہ انتقامی کارروائی کی اس کا نتیجہ ہماری توقعات کے مطابق نہ ہوگا۔

ایک حل طلب معمّہ

آج کل یہ بحث چل رہی ہے کہ پاکستان کو ہندوستان سے دشمنی کیوں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل کر دو دشمنی ختم ہو جائے گی، اس کا جواب الجواب یہ ہے کہ دشمنی کی بنیادیں اس قدر گہری ہیں کہ اگر کشمیر کا مسئلہ حل بھی ہو جائے تو بنیاد باقی رہے گی۔ دشمنی کا تجزیہ کرنے والوں نے کہا ہے کہ چونکہ پاکستان کی بنیاد نفرت پر ہے۔ اس لئے جب تک پاکستان ہے نفرت اور دشمنی باقی رہے گی۔ کسی کا کہنا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان میں نظریاتی اختلاف ہے۔ وہاں ڈکٹیٹرشپ ہے یہاں جمہوریت ہے، وہاں مذہبی حکومت ہے یہاں سیکولرازم ہے وہاں تشدد ہے یہاں عدم تشدد ہے اس میں شک نہیں کہ نظریاتی اختلافات بڑی اہمیت رکھتے ہیں مگر ان کی وجہ سے وہ حالت پیدا نہیں ہو سکتی جو دونوں کے درمیان موجود ہے۔ روس میں کمیونزم ہے، ہندوستان میں جمہوریت ہے اس کے باوجود دونوں کے تعلقات دوستانہ ہیں۔ نیپال میں مذہبی حکومت ہے، ہندوستان سیکولرازم کا علمبردار ہے مگر دونوں یک جان دو قالب ہیں نیپال کی طرز حکومت پر کبھی اعتراض نہیں کیا گیا۔

تاہم ماننا پڑتا ہے کہ پاکستان کی کوئی ملبسی بنیاد ضرور ہے، جو اسے ہندوستان کے خلاف دشمنی پر ابھارتی ہے، وہ بنیاد یا بنیادیں کیا ہیں؟ ہم چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر اظہار خیال کے لئے اہل فکر کو دعوت دیں۔ ایسے خیالات کے لئے الجمعیتہ کے صفحات کھلے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ڈیفنس آف انڈیا رولز کا اگر خیال رکھا جائے تو بہتر ہوگا۔

اس بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ پاکستان کی ہندوستان دشمنی ختم ہونی چاہیئے لیکن اگر دشمنی کی بنیاد متعین ہو جائے تو کام کرنے والوں کو آسانی ہوگی اگر دشمنی کو ختم کرنے کے لئے پاکستان کے وجود کو ختم کرنا پڑے تو اس پر بھی اظہار رائے کی ضرورت ہے۔ (الجمعیتہ دہلی ۱۰/۶۵ ۱۷)

بلا تبصرہ

"آچاریہ ونوبا بھاوے کے اخبار بھودان تحریک مورخہ یکم اکتوبر سے:

"جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے ونوبا بھاوے جی نے کہا کہ اب کشمیر کا مسئلہ ہے ہمارے یہاں بولا جاتا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ہمارے ہاں ہے نہیں۔ آنکھ بند کر کے کہو گے کہ ہے نہیں۔ تو کہہ سکتے ہو۔ لیکن کشمیر کا مسئلہ ہے نہیں یہ کہنا ٹھیک نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جس ڈھنگ سے پاکستان حملہ کر رہا ہے وہ غلط ہے۔ میں نے ایوب خاں سے اپیل کی تھی کہ ذرا صبر کیا جائے اور یہ جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس سے دو چار ہو کر بھارت کو اپنی فوجیں بھیجنا پڑیں۔ . . . یہ نہ کہنا چاہیئے کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہوا ہے اس مسئلہ کا حل وہ ہوگا جو ہندوستان کو قبول ہوگا اور پاکستان کو قبول ہوگا اور کشمیر کے لوگوں کو قبول ہوگا۔ جب تینوں کو قبول ہوگا اور سرحد پہ فوجیں نہیں اکٹھی ہوں گی تب کہیں گے کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔"

(صدق جدید لکھنؤ ۱۰/۶۵ ۱۵)

نتیجہ امتحان کتب سلسلہ بابت ۱۹۶۵ء

زیر اہتمام نظارت تعلیم قادیان

امتحان کتب سلسلہ ۱۹۶۵ء (ایک غلطی کا ازالہ اور چشمہ مسیحی) میں کامیاب ہونے والے احباب اور بہنوں کے اسماء مع ڈویژن جماعت وار درج ذیل ہیں۔ ان میں سے مکرم احمد عبدالرشید صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ و مکرم عبدالقادر صاحب دہلوی جماعت احمدیہ قادیان اور مکرم احمد عبدالحمید صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد۔ علی الترتیب ۹۶، ۹۵ اور ۹۳ نمبر حاصل کرتے ہوئے اول دوم سوم رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو اس امتحان کی کامیابی مبارک کرے۔ آمین۔

اس مرتبہ بھی اس امتحان میں کم جماعتوں نے شرکت کی۔ حالانکہ ایسے امتحانات میں کثیر تعداد میں شرکت کی جانی چاہیئے۔ اگر عہدیداران جماعتہائے ہندوستان خصوصی توجہ دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس تعداد سے کہیں زیادہ تعداد میں احباب شریک امتحان نہ ہوں مناسب ہے کہ ہر جگہ پہلے ہی احباب کو اس کے لئے تیار کیا جائے۔ اور پھر مرکز میں ان کے اسماء گرامی کی اطلاع دی جائے۔ بہرحال آئندہ کے لئے توقع ہے کہ احباب جماعت خود بھی خیال رکھیں گے اور عہدیداران جماعت بھی توجہ فرمائیں گے

ناظر تعلیم قادیان

جماعت احمدیہ قادیان

نام	ڈویژن
مکرم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت	III
" مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی	دوم
" چوہدری محمد احمد صاحب	III
" بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں	III
" مولوی برکت علی صاحب انعام	II
" شریف احمد صاحب ڈوگر	III
" قریشی محمد شفیع صاحب عابد	II
" ممتاز احمد صاحب ہاشمی	II
" بشیر احمد صاحب حافظ آبادی	I
" احمد حسین صاحب درویش	I
" محمد احمد صاحب کالا افغانان	II
" عبداللطیف صاحب گیانی	II
" ملک محمد بشیر صاحب جانبداد	I
" محمود احمد صاحب عارف	II
" عبدالعظیم صاحب درویش	II
" چوہدری سکندر خان صاحب	III
" عطاء الرحمن صاحب عباسی	III
" شیخ عبدالقدیر صاحب	III
" شریف احمد صاحب گجراتی	III
" انوار الحسن صاحب	I
" مستری صوفی علی محمد صاحب	III
" مولوی فتح محمد صاحب اسلم	I
" افتخار احمد صاحب اشرف	III
" عنایت الہیٰ خانصاحب	III
" سعید احمد صاحب انور	III
" مولوی غلام نبی صاحب	II
" سید عبدالمقصور صاحب ٹائپسٹ	II
" مرزا منور احمد صاحب	I
" مولوی عبداللطیف صاحب ملکانہ	II
" مولوی بشیر احمد صاحب ناگروی	I
" مولوی بشیر احمد صاحب خادم	II

نام	ڈویژن
مکرم مولوی خورشید احمد صاحب	II
" مسعود احمد صاحب	I
" عبدالقادر صاحب اعوان	II
" مولوی بشیر احمد صاحب کالا افغانان	II
" چوہدری عبدالحق صاحب	II
" شمس العارفین صاحب	III
" مولوی امیر احمد صاحب	III
" بشیر احمد خان صاحب	II
" یونس احمد صاحب اسلم	I
" محمود احمد صاحب نسیم	III
" مرزا بشیر احمد صاحب گجراتی	III
" محمد عبداللہ صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ	III
" عبدالکریم صاحب ملکانہ " "	III
" شیخ غلام نبی صاحب عاجز "	I
" مجید احمد صاحب چوہدری "	II
" عبدالحلیم صاحب "	I
" مظفر احمد صاحب "	II
" محمد انعام صاحب غوری "	I
" بشیر احمد صاحب مشتاق "	I
" عبدالباسط صاحب پونچھی "	I
" بشارت احمد صاحب " "	I
" سراج الدین صاحب "	I
" رفیق احمد صاحب مالاباری "	I
" شبیر احمد صاحب "	I
" بشیر احمد صاحب طاہر "	I
" خورشید احمد صاحب "	I
" کریم احمد صاحب بنگلوری "	II
" ..لو مصطفےٰ صاحب "	II
" بشارت احمد صاحب "	III
محترمہ استانی خورشید بیگم صاحبہ	II
" " معراج سلطانہ صاحبہ	III
" " امۃ اللطیف صاحبہ	I

نام	ڈویژن
محترمہ استانی نذیرہ بیگم صاحبہ	I
" " حلیمہ بشریٰ صاحبہ لقا پوری	II
" " نعیمہ شمیم صاحبہ	II
" آصفہ طیبہ صاحبہ ملک	II
" بشریٰ بیگم صاحبہ سندھی	II
" بشریٰ بیگم صاحبہ بنت خواجہ عبدالستار صاحب	III
" جمیلہ پروین صاحبہ	III
" نصرت بیگم صاحبہ قریشی	I
" نصرت بیگم صاحبہ بنت غلام حسین صاحب	I
" شمیم اختر صاحبہ بنت مولوی عبدالحفیظ صاحب	III
" عزیزہ امۃ القیوم صاحبہ	III
عزیزہ سلیمہ بشریٰ لقا پوری	II
" خوشنودہ بیگم صاحبہ	II

جماعت احمدیہ کجدرگ

نام	ڈویژن
مکرم رفیق احمد صاحب	I
" ظفر اللہ خاں صاحب	II
" عبدالحکیم خاں صاحب	III
" گل محمد شاہ صاحب	II

جماعت احمدیہ سوناگلی جموں کشمیر

نام	ڈویژن
مکرم گلزار احمد صاحب	III
صوفی کرم الدین صاحب	III
مکرم منیف احمد صاحب	III
" عبدالقادر صاحب	III

جماعت احمدیہ یادگیر۔ دکن

نام	ڈویژن
مکرم رفعت اللہ صاحب غوری	I
" عبدالرشید صاحب گلبرگی	I
" سلیم اختر صاحب	II
" محمد زکریا صاحب	II
" بشیر احمد صاحب ٹیلر	II
" سبز خاں پینٹر	III
" محمد خواجہ صاحب غوری	III
" منیر خاں صاحب	III

جماعت احمدیہ جمشید پور

نام	ڈویژن
مکرم سید حمید الدین صاحب	III
" خورشید احمد صاحب	III
" مقبول احمد صاحب	III

جماعت احمدیہ مانڈوین

نام	ڈویژن
مکرم شیخ احمد صاحب	III
" عبدالغنی صاحب بانڈے	II

جماعت احمدیہ شیموگہ

نام	ڈویژن
مکرم الیں کے اختر حسین صاحب	I
" عبدالعلیم صاحب	I

جماعت احمدیہ چودوار

نام	ڈویژن
مکرم فضل الرحمن صاحب	III

نام	ڈویژن
مکرم شمس الحق خاں صاحب	III

جماعت احمدیہ دیودرگ

نام	ڈویژن
مکرم عبدالغنی صاحب	III
محترمہ صابرہ بیگم صاحبہ بنت عبدالرحیم صاحب	III
" صفیہ بیگم صاحبہ بنت محمد محبوب صاحب	III
" بشریٰ بیگم صاحبہ بنت محمد محبوب صاحب	I
" زاہدہ بیگم صاحبہ زوجہ محمد اسمٰعیل صاحب	III

جماعت احمدیہ موسیٰ بنی مائینز

نام	ڈویژن
مکرم مبارک احمد خاں صاحب	III
" منور احمد خاں صاحب	I
" ادریس خاں صاحب	III
" شیخ مبارک احمد صاحب	III
" " فضل احمد صاحب	III
" " لقمان صاحب	III
" میاں جان خانصاحب	III
" مصاحب خاں صاحب	III
" مشرافت احمد خاں صاحب	III
محترمہ سیدہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ مولوی غلام مہدی صاحب ناصر	I

جماعت احمدیہ ابراہیم پور

نام	ڈویژن
مکرم عبدالمطلب صاحب	II
" محمد علی صاحب	III

جماعت احمدیہ بنگلور

نام	ڈویژن
مکرم بی۔ ایم نثار احمد صاحب	III
" بی۔ ایم داؤد احمد صاحب	III
" محمد عبداللہ صاحب	III
محترمہ شوکت جہاں بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد حسین صاحب	III
" ناصرہ بیگم صاحبہ بنت بی۔ ایم بشیر احمد صاحب	III
" اختر بیگم صاحبہ بنت عبدالجلیل صاحب بخشی	III
مکرم محمد صبغۃ اللہ صاحب	III
محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ بنت محمد صبغۃ اللہ صاحب	III
" فاطمہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت محمد صبغۃ اللہ صاحب	III
" ساجدہ بیگم صاحبہ بنت بی۔ ایم۔ عبدالرحیم صاحب	III
" سیدہ میمونہ صاحبہ	III

جماعت احمدیہ حیدر آباد

نام	ڈویژن
مکرم محمد صادق صاحب	I
" محمد شمس الدین صاحب	I

نام	ڈویژن
مکرم میر احمد عارف صاحب	I
״ احمد عبد الرشید صاحب	اول
״ سید مجتبےٰ احسن صاحب	III
״ احمد عبد الحمید صاحب	سوم
״ آفتاب احمد صاحب بھاگلپوری	I
״ خواجہ عبد الوحید صاحب الغفاری	I
״ غلام نثار احمد خانصاحب	II
״ مرزا انوار اللہ بیگ صاحب	III
״ میر احمد صادق صاحب	I
محترمہ سیدہ امتہ الباری صاحبہ بنت سید منظور احمد صاحب مرحوم	I
״ صدیقہ بانو صاحبہ بنت مولوی عبد الرحیم صاحب مرحوم	I

جماعت احمدیہ کلکتہ

مکرم محمد نور عالم صاحب ایم۔ اے	II
״ محمد شمیم صاحب	II
״ مشرق علی صاحب ایم۔ اے	II
״ محمد حلیم صاحب	IV
״ محمد ادریس خان صاحب	III
״ محمد تاج الدین صاحب	IV
״ ظفر احمد صاحب	III
״ شفیع احمد صاحب مالاباری	I
״ مظہر احمد صاحب بانی	II
״ محمد فیروز الدین صاحب	III

جماعت احمدیہ شاہجہانپور

محترمہ سنجیدہ خاتون ثروت صاحبہ بنت مکرم عبد الباسط صاحب	II
محترمہ آفریدہ خاتون قریشی بنت مکرم قریشی محمد عقیل صاحب	I
״ مہر جہان قریشی بنت مکرم قریشی محمد عقیل صاحب	I
״ راشدہ خاتون صاحبہ بنت مکرم قریشی محمد عقیل صاحب	II

دنیا کی کتابوں قرآن نرالا ہے

جو رہبری کرتا ہے وہ انسان نرالا ہے
جو کفر کو مٹا دے وہ ایمان نرالا ہے
سارے جہاں میں عرب کا سلطان نرالا ہے
دنیا کی کتابوں میں قرآن نرالا ہے

شرط: دکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

روزنامہ سنگم پٹنہ کے اڈیٹر کے نام ایک خط

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج احمدیہ مسلم مشن مظفر پور بہار

اخبار سنگم پٹنہ میں ایک خبر شائع ہوئی جس میں بتایا گیا کہ خواجہ اسمٰعیل صاحب "قادیانی" نے لنڈن میں نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور خواجہ صاحب نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اپنا پیشرو قرار دیا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں "سرور کائنات کو چودھویں صدی میں دوبارہ دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ میرے اندر حلول کر آئے ہیں (نعوذ باللہ)" (سنگم ۱۴ر اگست)

جہاں تک خبر شائع کرنے کا سوال ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ آئے دن کسی نہ کسی فرقہ سے لوگ مسیح و مہدی اور نبی ہونے کا دعوےٰ کرتے ہی رہتے ہیں اور کسی جماعت یا فرقہ میں سے کھڑے ہو کر کسی شخص کا مدعی نبوت بن جانا اس فرقہ کے صدق و کذب سے کچھ تعلق نہیں رکھتا خود رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ پیشگوئی بیان فرمائی ہے کہ حضور کی امت میں مسیح و مہدی ظاہر و مبعوث ہوگا اور وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا علمبردار ہوگا وہاں حضور نے یہ پیشگوئی بھی بیان فرمائی ہے کہ حضور اقدس کی امت میں بعض جھوٹے مدعیان نبوت بھی کھڑے ہوں گے۔ اب یہ ہر شخص پر ذمہ داری ہے کہ وہ جھوٹے اور سچے کے امتیاز کو قرآن کریم احادیث اور اللہ تعالےٰ کی مخصوص تائید و نصرت کی روشنی میں دیکھے۔

بہرحال ہمیں اس خبر کی اشاعت پر اصولی اعتبار سے کوئی اعتراض نہیں ہے چنانچہ ٹھیک ایک ہفتہ قبل بھی یہی خبر ۷ر اگست کو "سنگم" میں شائع ہو چکی تھی لیکن ہم نے اس پر کوئی گرفت نہیں کی تھی بلکہ روزنامہ ساتھی کے شکر گذار ہیں کہ اس نے اپنے اخلاق کا ثبوت دیتے ہوئے جماعت کا نام "احمدی" لکھا ہے "قادیانی" نہیں لکھا ہے اور نہ ہی جماعت کے بزرگان کے لئے کوئی قابل اعتراض لفظ استعمال کیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "سنگم" کو مندرجہ ذیل خط لکھنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ۱۴ر اگست والی خبر میں جہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے وہاں حضور کے لئے "شیطانی پیشوا" کے الفاظ استعمال کئے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) لہذا مندرجہ ذیل خط بطور احتجاج ایڈیٹر صاحب کے نام بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے اور یہ لوگ خدا تعالےٰ کے مقدس مسیح و مہدی کی توہین کرنے سے باز آجائیں اور خدا تعالےٰ کے غضب کو نہ بھڑکائیں۔ آمین۔

خاکسار
عبد الحق فضل انچارج احمدیہ مسلم مشن
مظفر پور

جناب غلام سرور صاحب ایڈیٹر
روزنامہ "سنگم" پٹنہ

السلام علیکم!

سنگم ۱۴ر اگست ۶۵ء پر خواجہ اسمٰعیل صاحب آف لنڈن کے متعلق ایک خبر چھپی ہے۔ اس خبر کے ضمن میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقدس نام کے ساتھ ایک نہایت اشتعال انگیز اور توہین آمیز لفظ استعمال ہوا ہے۔ احمدیہ مسلم مشن مظفر پور سنگم کے اس نہایت ہی نازیبا فعل کے خلاف پر زور الفاظ میں احتجاج کرتا ہے۔

آپ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں کہ جماعت احمدیہ شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے علی الرغم دنیا کے تمام قابل ذکر ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس مقدس جماعت کو آج بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ اور جماعت احمدیہ ہی اس چودھویں صدی کے فرقہ ہائے اسلام میں وہ واحد جماعت ہے جو ہنگامہ آرائیوں سے الگ ہو کر منظم طور پر اور تواتر کے ساتھ ٹھوس بنیادوں پر اکناف عالم میں تبلیغ اسلام کا اہم ترین فریضہ انجام دے رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مثالی قربانیاں پیش کر رہی ہے۔ یہ انقلاب درحقیقت آسمانی نشانات، روحانی قوتوں اور اعلیٰ اخلاقی قدروں کے مطابق پر امن ذرائع سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔

آپ کے فرقہ کے جید عالم مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم (جنہیں آپ لوگ امام الہند کا خطاب بھی دیتے ہیں) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو اسلام کا "فتح نصیب جرنیل" قرار دے چکے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے معرکۃ الآراء مسئلہ "وفات مسیح" کا اقرار و اعتراف فرما کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہاں میں ہاں ملا چکے ہیں۔

علاوہ ازیں آپ خود (ایڈیٹر سنگم) بھی اپنے ایک مضمون میں جماعت احمدیہ کے بعض افراد کے حسن اخلاق کا اعتراف فرما چکے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے افراد کی قربانیوں کو مستحسن قرار دیتے ہوئے آپ نے دوسرے مسلمانوں کو بھی پر زور الفاظ میں ان قربانیوں کی تقلید کی ترغیب دلائی ہے۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

"میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں کہ پروفیسر اختر اورینوی، فضل احمد، ایس پی، اور ڈاکٹر منصور جس طرح کے قادیانی ہیں اور اپنی آمدنی کا جو حصہ وہ اپنے مشرب کی خاطر ماہانہ وقف کرتے ہیں۔ کاش ہم قادیانیوں پر لعن طعن کرنے کی بجائے اپنے عقیدہ کے ویسے ہی پکے مسلمان ہو جائیں تو آج ہمارے یہ سارے قومی و ملی مسئلے یکسر حل ہو جائیں"۔

آپ کے یہ الفاظ ماہنامہ ساتھی کے اختر اورینوی نمبر میں مندرج ہیں۔

مجھے سخت تعجب ہے کہ جس مقدس جماعت کو آپ اپنے ہم عقیدہ مسلمانوں کے سامنے بطور اسوہ اور نمونہ پیش کر کے اس کی قربانیوں کی تقلید میں سارے قومی و ملی مسئلے حل کرنے پر اعتماد رکھتے ہیں۔ آج اسی جماعت کے مقدس بانی کے لئے قابل مذمت الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اپنے اعتراف کے مطابق اسی مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک مثالی اور قابل تقلید اسلامی معاشرہ کی تجدید فرمائی ہے۔ کیونکہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ پس آپ نے اسلام کی ایک عظیم الشان شخصیت کی توہین کر کے ان تمام احمدی مسلمانوں کا دل دکھایا ہے جو تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بلکہ ہر مہذب انسان کے نزدیک ایک قابل مذمت فعل کا ارتکاب کیا ہے۔

مدلل و مہذب انداز سے کسی مسئلہ پر قدم اٹھانا قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ لیکن کسی بھی معروف فرقہ یا جماعت کے بزرگان کی توہین کرنا ایک نہایت ہی قابل نفرت فعل ہے۔

علاوہ ازیں آپ ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرماویں کہ کیا یہ کوئی اچھی بات ہے کہ ایک طرف تو آپ جماعت احمدیہ کے افراد کی قربانیوں کو بطور اسوہ پیش کر کے اپنے ہم مشرب مسلمانوں کو ان قربانیوں کی تقلید اختیار کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ اور اس تقلید میں سارے قومی اور ملی مسائل حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور دوسری طرف اسی جماعت کے مقدس بانی کے لئے اپنے اخبار میں طعن و تشنیع اور توہین کرنے

والے الفاظ استعمال کرتے ہیں؟؟ یا للعجب

براہ کرم آپ قرآن کریم کے مندرجہ ذیل الفاظ پر غور فرماویں جو ایسے ہی مواقع کے لئے تبلیغ مبین کا حکم رکھتے ہیں۔ "لم تقولون ما لا تفعلون۔"

یعنی تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کہتے کچھ ہو اور کرتے کچھ اور ہو۔

اس استفاء کے علاوہ ایک دوسرے امر کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ آج مسلمانوں میں متعدد فرقے موجود ہیں۔ جو مختلف ناموں سے موسوم ہیں۔ حنفی، چکڑالوی، اہلحدیث، جماعت اسلامی، شیعہ، بوہرے، اسمٰعیلیہ، سُنّی، دیوبندی بریلوی وغیرہ وغیرہ۔ احمدیہ جماعت بھی اسلام کے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ بلکہ اصلی جماعت ہے کیونکہ اس کا ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ موجود ہے۔ یہ جماعت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا علم لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ اور اپنے مقاصد عالیہ کے مطابق شاہراہ ترقی پر گامزن ہے لہٰذا اس جماعت کے امتیازی مقاصد کی وجہ سے ضروری تھا کہ اس کا کوئی امتیازی نام بھی ہوتا۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام "احمد" پر اس جماعت کا نام "جماعت احمدیہ" تجویز فرمایا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا خاص تصرف جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ چودہ سو سال سے اسلام میں جس قدر بھی فرقے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا فرقہ موجود نہیں ہے جس کا نام اس محسن اعظم فخر الاولین و الآخرین صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کے مقدس ترین نام پر رکھا گیا ہو۔ یہ فخر بھی جماعت احمدیہ کے لئے ہی مقدر تھا۔ لہٰذا اس اعتبار سے بھی جماعت احمدیہ کو ایک عظیم الشان امتیاز حاصل ہے۔

پس اس سلسلہ میں بھی آپ سے درخواست ہے کہ آپ "جماعت احمدیہ" کی بجائے "قادیانی" کا لفظ اپنے اخبار میں استعمال کرنے سے گریز فرما دیں۔ اس امر کی توثیق کے لئے بھی آپ کے سامنے قرآن کریم کے مقدس ترین الفاظ پیش کئے جاتے ہیں:۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرًا منھم ...... ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولٰئک ھم الظالمون۔"

(الحجرات ع ۲)

ترجمہ:۔ "اے مومنو! کوئی قوم کسی سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو.....

..... اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا کرو ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی برے نام کا مستحق بنا دیتا ہے (یعنی فاسق) اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔"

پس جماعت احمدیہ کی جگہ پر لفظ "قادیانی" استعمال کرنا تنابز بالالقاب کا مصداق اور قرآن کریم کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔

(والسلام خادم ملت عبدالحق فضل انچارج احمدیہ مسلم مشن علی مرزا اردو مظفر پلورہ)

ضروری اعلان بابت رسید بکس

جملہ سیکرٹریانِ مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے فیصلہ کے مطابق آئندہ جو وصولی چندہ جات کی رسید بکیں شائع کروائی جا رہی ہیں۔ اُن کی خانہ پُری دو دفعہ کرنے کی بجائے ایک مرتبہ ہی بذریعہ کاربن پنسل کاٹی جایا کرے گی۔ اور رسید کی کاربن کاپی جماعتی ریکارڈ اور معائنہ حسابات کے لئے محفوظ رکھی جائے گی۔ تمام عہدیداران مال اس طریق کار اور ہدایت کا آئندہ خیال رکھیں۔

خاکسار:۔

ناظر بیت المال قادیان

ششماہی اوّل کا اختتام اور احباب جماعت عہدیداران کا فرض

جیسا کہ ہر احمدی پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے۔ کہ جماعت احمدیہ تبلیغی۔ تعلیمی۔ تربیتی اور خدمت خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے۔ اور یہ سارے کام احباب جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے انجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندوں کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم ضروری امور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ ہوگا۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی صد فیصدی وصولی کے لئے احباب جماعت و عہدیداران کو اخبار بدر رسالہ یا کلو سٹائل تحریکات اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ سے توجہ دلاتی رہی ہے۔

سالِ رواں کی مالی ششماہی اوّل گذر چکی ہے لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات میں آمد کم ہوئی ہے۔ اور بعض جماعتیں ایسی ہیں کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے۔ مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

"خدا کی رضا تم پا ہی نہیں سکتے۔ جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر۔ اپنے مال کو چھوڑ کر۔ اپنی جان کو چھوڑ کر اس راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ۔ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو تم ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔"

نیز فرمایا کہ

"یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا موقعہ ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔"

اسی طرح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

"اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ جتنا چندہ تم دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی۔ جس کے متعلق تمہارا فرض ہوگا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو۔ تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیج دیئے جائیں۔ اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں۔ آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں۔"

پس مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں نہ صرف صد فیصدی وصولی لازمی چندہ جات ۔ ۔ ۔ بلکہ بقایاجات کے لئے مؤثر کارروائی کریں۔ اور ششماہی اوّل کی وصولی کی کمی کو پورا کریں۔ بلکہ طوعی تحریکات میں بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اور خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔

جلسہ سالانہ میں بھی اب صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اس چندہ کی صد فیصدی ادائیگی کی طرف بھی فوری توجہ فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

درخواست دعا

عزیزم محمد رضوان صاحب ایک مخلص احمدی نوجوان (ایم۔ اے) بی کام۔ بی ایل بحیثیت ممبر آنبیر بمقام منگامہ ملازم ہو گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ بزرگان سلسلہ و احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو صحیح رنگ میں مفوضہ امور کو انجام دینے کی توفیق عطا فرما دے۔ اور بیش از بیش روحانی اور جسمانی ترقیات کے دروازے کھول دے۔ آمین۔ اس موقعہ پر عزیز موصوف مندرجہ ذیل مدات میں طوعی چندہ ادا کر رہے ہیں۔ شکرانہ فنڈ ۱۰۰/۔ اعانت بدر ۱۵/ روپے۔ خاکسار عبدالحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

خبریں

نئی دہلی ۲۵ اکتوبر۔ آج ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ بھارت سرکار نے کراچی سے بھارتی ہائی کمشنر شری کیول سنگھ کو صلاح مشورہ کے لئے واپس بلایا ہے۔ پاکستانی حکام نے ہائی کمشنر اور ان کے سٹاف کے ساتھ تمام ڈپلومیٹک تحفظات اور مراعات کو پامال کر کے نہایت بُرا سلوک کیا ان کے کوارٹروں کی تلاشی لی۔ ان کی توہین کی اور ان کے ڈپلومیٹک حقوق کی شدید خلاف ورزی کی نئی دہلی کے باخبر حلقوں نے بتایا کہ شاید اب شری کیول سنگھ تب تک واپس نہ جائیں گے جب تک کہ پاکستان اپنا رویہ نہیں سدھارتا۔

نیویارک ۲۵ اکتوبر کل رات اتحادی سبھا میں بھارت کے مستقل نمائندہ شری پارتھا سارتھی نے سکیورٹی کونسل کے اس ماہ کے صدر مسٹر ٹی بیس کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں آپ نے کونسل کو وارننگ دی ہے اگر کونسل نے پاکستان کے مطالبہ کے مطابق کشمیر کی اندرونی حالت پر بحث کرنے کی کوشش کی تو بھارت اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوگا۔

نئی دہلی ۲۵ اکتوبر۔ پاکستانی فوجوں نے جموں و کشمیر و پنجاب اور راجستھان میں بھارت کے زیر کنٹرول علاقوں میں نئی مقامات پر آگے بڑھنے کی کوشش میں کئی بار فضائی خلاف ورزی کی گئی۔ کشمیر میں کیران کے شمال مشرق میں پاکستانی فوجوں نے ہمارے علاقہ میں آنے کی کوشش کی۔

نئی دہلی ۲۵ ستمبر۔ اب پتہ چلا ہے کہ ٹیتھوال سیکٹر میں پاکستان کے لئے اپنی فوجوں کو جو لیپل اور اس سے آگے تعینات ہیں۔ سڑک کے ذریعہ رسد اور سامان جنگ بھیجنا مشکل ہو رہا ہے اور اُن کی سپلائی ہوائی جہازوں کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ کیونکہ مظفر آباد سے کیل کو جانے والی شاہراہ کے اس حصہ پر جو دریائے کشن گنگا کے ساتھ ساتھ گزرتا ہے۔ بھارتی فوجوں کے قبضہ میں ہے۔

نئی دہلی ۲۵ اکتوبر۔ پاکستانی راجستھان سیکٹر میں ۳۰ پٹن ٹینکوں پر مشتمل دو ٹینک دستے لے آیا ہے اور اس سے جو نیا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس پر بڑے فوجی حکام نے غور کیا ہے جنگبندی سے پہلے اور اب بھی پاکستان کی یہ کوشش رہی ہے کہ جنگ دوبارہ

شروع کرنے کے لئے بہتر مورچے حاصل کئے جائیں۔

جکارتہ ۲۵ اکتوبر۔ صدر سوئیکارنو کے اس حکم کے باوجود کہ کمیونسٹوں کے خلاف مظاہرے اور حملے نہ کئے جائیں۔ وسطی جاوا میں اینٹی کمیونسٹ مظاہرے ہو رہے ہیں وہاں ایک چینی ہائی سکول اور ایک چینی ریسٹورنٹ کو آگ لگا دی گئی۔ بہت سی دیگر چینی عمارتوں پر بھی حملے کئے گئے۔ چینی باشندے سرکاری عمارتوں میں پناہ لے رہے ہیں جس وقت چینیوں پر حملے ہو رہے تھے فوج وہاں موجود تھی مگر اس نے کوئی کارروائی نہ کی۔ انڈونیشیا میں چین نواز جماعت کو کہا گیا ہے کہ وہ خود کو توڑ دے۔

نئی دہلی ۲۵ اکتوبر۔ چھمب سیکٹر میں دشمن کی دو ٹینک رجمنٹوں کو روک کر ۳۰ ٹینک تباہ کرنے والے اور کئی دیگر جنگی کارنامے کرنے والے میجر بھاسکر راؤ کو راشٹرپتی نے مہاویر چکر عطا کیا ہے میجر موصوف نے دشمن کی طاقت بہت زیادہ ہونے کے باوجود عظیم الشان شجاعت کا مظاہرہ کیا اور اس کی مزید پیش قدمی روک دی تھی

نئی دہلی ۲۵ اکتوبر۔ پردھان منتری شری شاستری نے سکیورٹی کونسل سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ پاکستان کو حالیہ لڑائی میں حملہ آور قرار دے۔ کل آریہ سماج کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ سکیورٹی کونسل نے کسی جھگڑے میں حملہ آور کو حملہ آور کہنے کی جرأت نہ کی۔ تو آئندہ مزید جارحیت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

فیروز پور ۲۵ [illegible] زیتاسپ ہیڈ [illegible] آج ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کل رات پاکستانی [illegible] سیکٹر میں چھمب والا کے نزدیک [illegible] نہایں ہمسایہ [illegible]

فوجوں پر دو انچ مارٹروں سے تقریباً ۲۰ منٹ گولہ باری کی۔ خیال آباد سیکٹر میں پاکستانیوں نے چوکی کے نزدیک ہماری پوزیشنوں پر فائرنگ کی۔

نیویارک ۲۵ اکتوبر۔ اتحادی سبھا کے

ڈیفنس فنڈ و دیگر خدمات

قبل ازیں جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ سرکلر لیٹر و اخبار بدر اطلاع بھجوائی جا چکی ہے کہ موجودہ غیر معمولی ہنگامی حالات میں احباب جماعت انفرادی اور جماعتی طور پر دیش کی حفاظت اور کامیابی کے لئے مقامی حکام کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور چندہ ڈیفنس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ صحت مند احمدی نوجوان فوج۔ پولیس اور نیشنل گارڈز میں بھرتی ہو کر دیش کی خدمت کریں۔ اور اپنی خدمات کے متعلق نظارت ہذا میں بھی اطلاع بھجوائیں۔ چند ایک جماعتوں کی طرف سے ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ باقیماندہ جماعتوں کے عہدیداران و احباب سے درخواست ہے کہ وہ دیش کی حفاظت وغیرہ کے سلسلہ میں اپنی خدمات سے جلد از جلد نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں۔ اگرچہ چندہ ڈیفنس فنڈ مقامی حکام کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہے لیکن مجموعی طور پر ساری جماعت کی نمائندگی اور اہمیت کے پیش نظر چندہ ڈیفنس فنڈ کا ایک حصہ مرکز میں مکرم محاسب صاحب قادیان کے نام بھجوانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مرکز کی طرف سے بھی مرکزی حیثیت سے رقم پیش کی جائے۔ جو مقامات مقدسہ کی حفاظت کے مقصد کو پورا کرنے میں مفید ثابت ہوگی۔ مکرر عرض ہے کہ اپنی خدمات سے نظارت ہذا کو بھی جلد مطلع فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر رہے۔ اور اپنے فضلوں و رحمتوں سے نوازے۔ آمین

(ناظر امور عامہ قادیان)

سیکرٹری جنرل اوتھانٹ نے کہا کہ بھارت اور پاکستان دونوں نے راجستھان میں جنگ بندی لائن کے پیچھے حال ہی میں فوجی طاقت بڑھائی ہے۔ اوتھانٹ نے سکیورٹی کونسل کو اپنی تازہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ میری یہ اطلاع اعلیٰ فوجی مشاہد میجر جنرل میکڈانلڈ کی رپورٹ پر مبنی ہے۔ (ریتاپ $\frac{10}{65}$ ۲۶)